اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَاِنَّ بَعْضَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

کلام صدر

المعروف

قومی نظمیں

از

عالیجناب معلّی القاب حامی توحید وسنّت ماحی کفر وبدعت مولانا
نواب میر صدر الدین حسین خانصاحب مرحوم صدر بڑودوی

ملنے کا پتہ
مسلمان کمپنی لاہور

قیمت ۸/

تمہید

(ازجناب مولنا عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی ایڈیٹر مسلمان)

غالباً بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ مولنا نواب میر صدالدین حسین خانصاحب مرحوم بڑودوی شاعرانہ مذاق بھی رکھتے تھے اور صرف مذاق ہی نہیں بلکہ ملک کے نامور شعراء میں سگنے جاتے تھے آپکے پہلو میں ایک ایسا دل تھا جو قومی درد سے معمور تھا چنانچہ اسی درد کا یہ نتیجہ تھا کہ آپنے اپنی ساری زندگی قومی خدمات کیلئے وقف کر رکھی تھی اور اسلامی جلسوں اور قومی مشاعروں کی شرکت کے علاوہ تصنیف وتالیف کے ذریعہ ملک کی وہ خدمت کی جو شاید ہی آپکے کسی ہمعصر نے کی ہو آپنے اصلاح اعمال واخلاق پر بیسیوں رسائل لکھے اور اسلامی عقائد ومسائل پر بھی بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں جنکا بیشتر حصّہ تو شایع ہوچکا ہے اور چند ایک کے مسودات ہمارے پاس پڑے ہیں جو انشاءاللہ جلد ہی زیور طبع سے مزین ہوجائیں گے

چونکہ مرحوم کو اس ناچیز سے خاص اُنس تھا اس لئے وقتاً فوقتاً اپنی تصنیفات اور بعض مسوّدات یہاں بھیجتے رہا کرتے تھے جن کا اکثر حصّہ تو منثور ہوتا اور کچھ منظوم بھی، منثور حصّہ تو قریباً چالیس پچاس رسائل کی شکل میں شایع ہوگیا مگر منظوم جوں کا توں ہی پڑا رہا صرف دو چار نظمیں بعض تاجروں نے نغمۂ صدر اور نالۂ صدر کے ناموں سے شایع کیں مگر وہ بھی بہت جلد ختم ہوکر نایاب ہوگئیں اس لئے اب مناسب سمجھکر ہم نواب صاحب مرحوم کی تمام نظمیں مختلف رسالوں اور مسوّدوں سے جمع کرکے یکجا شایع کئے دیتے ہیں تاکہ شائقین مرحوم کے اس پاکیزہ کلام سے مسرور ومحفوظ ہوں اور صحیح معنوں میں استفادہ حاصل کرسکیں۔

امید کہ کلام صدر قبولیت کی نگاہوں سے دیکھا جائیگا اور ملک میں خاص عزت حاصل کریگا

عبدہٗ خادم سوہدروی عفی عنہ

نوٹ نواب صاحب مرحوم کے دیگر تمام رسائل بھی ہم سے دستیاب ہوسکتے ہیں مختصر فہرست ٹائیٹل کے آخری صفحات پر دیدی گئی ہے بعد ملاحظہ جلد طلب فرمائیے۔ المشتہر

مینجر مسلمان کمپنی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزل در نعت نبوی

جبتک دہن میں اپنے خدایا زباں رہے
شانِ رسولؐ پاک کا ہر دم بیان رہے

فردوس کی جو مجھکو ہو خواہش تو لُطف کیا
میں چاہتا ہوں میری طلب میں جناں رہے

پوچھیں اگر وہ مجھسے کہ کیا چاہتے ہو تم
کردوں میں صاف عرض کہ تو مہربان رہے

اے صدرؔ کچھ نشان لحد سے نہیں ہے کام
تھا عاشقِ رسولؐ بس اتنا نشاں رہے۔

دیگر

پہونچائیگی فنا سوئے دار البقا مجھے
چھوڑونگا گر خودی تو ملیگا خدا مجھے

تشنہ لبی ستاتی ہے اے مہ لقا مجھے
پلوادے جام شربتِ دیدار کا مجھے

اکسیر مجھکو سمجھے اُسیدم تمام خلق
اپنی زباں سے کہدو اگر خاکپا مجھے

پھرتا ہوں آشنائی کا جیسے تمہاری دم
سب آشنا سمجھتے ہیں نا آشنا مجھے

اے صدرؔ جوشِ رحمتِ پروردگار دیکھ
محشر میں یہ سنائیگی میری خطا مجھے

دیگر

ہم اپنی بڑی عزّ و شاں دیکھتے ہیں
تمہیں جس گھڑی مہرباں دیکھتے ہیں

اُسیدم فنا ہونے لگتی ہیں نظریں
مدینے کی جب بُرجیاں دیکھتے ہیں

فلک پر گماں کرتے ہیں بادلوں کا
جو آہوں کا تیری دھواں دیکھتے ہیں

گداؤں کو تیرے سکندر سے بڑھ کر
مدارج میں صاحبقراں دیکھتے ہیں

بہت دن کے بعد اب بڑودہ میں یارب
یہ اک مجمع شاعراں دیکھتے ہیں

وہی شاعری کو سمجھتے ہیں بہتر
جو اے صدرؔ طرزِ بیاں دیکھتے ہیں

دیگر

کون آتا ہے یہ گلشن میں کہ ہر گل شاد ہے
بُلبلو میں کسکے آنیکی مُبارکباد ہے

چاند دو ٹکڑے برابر اک اشارہ سے ہوا
یہ تری معجز نما انگشت کا ایجاد ہے

صدرؔ نعت احمدی میں خوب ہی لکھی غزل
ہر سخنور سُنکے بول اُٹھا کہ میرا صاد ہے

غزل در نعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کرے مدحت خدا جسکی تو بندے سے ادا کیا ہو
ملک حیران ہوں جسکے وصف میں اسکی ثنا کیا ہو

جو شیدا تیرے رخ کا ہے حسینوں پر فدا کیا ہو
محبت تیری رکھے وہ بتوں کا آشنا کیا ہو

دلِ عشاق کو اندیشۂ روزِ جزا کیا ہو
جو پکڑے تیرا دامن خوفِ حشر اسکو بھلا کیا ہے

اماں پائے وہ کیونکر جس پہ تیرا قہر ہو نازل
بھلا جس کا کرے تو اس کا دشمن سے برا کیا ہو

اگر خوشنود ہم سے وہ شہنشاہِ دو عالم ہے
خوشی سب سے یہ بڑھکر ہے خوشی اس سے سوا کیا ہو

تمنا ہے کہ سر اپنا فدا ہو تیرے قدموں پر
بھلا اس مدعا سے بڑھکے کوئی مدعا کیا ہو

رضامندی ہے تیری گویا رضامندی ہے خالق کی
تو ناخوش جس کسی سے ہو تو خوش اس سے خدا کیا ہو

مریضِ ہجر کو جلوہ دکھا دیسے شفا ہوگی
تیرے بیمار الفت کی مسیحا سے دوا کیا ہو

نہیں ممکن کہ گنتی ہو تیرے احسان بیحد کی
بھلا پھر شکریہ تیری عنائت کا ادا کیا ہو

تیرے مداح جو ہیں روز محشر دیکھئے ان کو
نہیں معلوم خالق سے عطا انعام کیا کیا ہو

درختِ بے ثمر اے صدؔ ہیں اشعارِ بے مدحت
بجز نعت محمدؐ شعر گوئی میں مزا کیا ہو

یادِ حق

بساطِ عالم میں اے دلاور وہ قابل فخر زندگی ہو
ہو شورِ تحسینِ خلق برپا وہ اپنا سامان برتری ہو

اشاعتِ دیں فقط ہی ایک اپنا مقصود زندگی ہو
نہ اور اپنا کوئی ہو مطلب نہ اور اپنی کوئی خوشی ہو

اسی کا ہو جا اسی کو پالے تو مدعا بس اسے بنالے
خدا پہ قربان تیری خودی ہو خوشی میں اس کے تری خوشی ہو

خدا نے دی ہے تجھے جو مہلت تو جان لے اسکی قدر و قیمت
ہو جلد تو واقفِ حقیقت کہ تجھکو حاصل خدا رسی ہو

بنایا ہے عالم کو تیری خاطر تجھے بنایا ہے اپنی خاطر
رُخ اپنا سیدھا کر اُسکی جانب نہ اس میں مطلق ذرا کجی ہو
شرف غلامی کا تجھکو حاصل ہو تو اور وں کی سمت مائل
نہ کر تو اسلام اپنا باطل اُسی کی اُلفت کا مشتری ہو

نہیں ہے انساں ہو جو اُنست خدائے برتر سے تجھکو پیدا
ہو تو مصروفِ خاطرِ غیر گر حقیقت میں آدمی ہو
نہ رکھ تو اوروں کی چاہ ظالم نہ گم تو کر اپنی راہ ظالم
محبت اُس سے نباہ ظالم نہ جوشِ اُلفت میں کچھ کمی ہو

اصول تیرا جو بے خطا ہو فروع میں بھی تو حق نما ہو
ضمیر میں گر تیری وفا ہو صدائے حق کا تو نوبتی ہو
نہ اپنے محسن سے منہ پھرائے نہ غیر حق سے تو دل لگائے
نہ دو رُخہ اپنا دل بنائے نہ دل کو غیروں سے دل لگی ہو

بُرا کہے گر تجھے زمانہ۔ نہ چھوڑ اُس کا تو آستانہ
ہے معرفت کا یہی خزانہ۔ نہ اُس سے تجھکو علیحدگی ہو
بشر کا شر درمیاں ہے حائل وگرنہ رب سے کہاں ہے دوری
تو شر کے پردے کو چاک کر دے مراد ملنے کی گر خوشی ہو

قریب تجھ سے ہے تیرا آقا ھزار دا تا ؤ ں کا ہے داتا
یہ حیف اُسکو نہ تو نے چاہا کہ جسکی چاہت سے تو غنی ہو
خیالِ باطل سے کر کنارہ نہ ڈھونڈ اوروں کا تو سہارا
تو جیت لے آج ہی یہ میداں کہ اس میں تیری بہادری ہو

حمیت دین جلوہ گر ہو حمایتِ دین مشتہر ہو
امنگ دل میں یہی بھری ہو امید جی میں یہی رچی ہو
نکل تو ظلمتکدہ سے باہر نتیجۂ کفر سے ہو ماھر

تجھے عیوب اپنے سب ہوں ظاہر اگر تیرے دلمیں روشنی ہو

رسوم بدعت پہ ہو نہ شیدا کہ ٹوٹ جائیگا دیں سے رشتہ
مخالفِ شرع ہے یہ رستہ اگر تجھے دیں سے آگہی ہو

مدارِ دیں ہے فقط اسی پر کہ عشق خالق ہو بس فزوں تر
حقیر نظروں ہیں سب ہوں دلبر اگر تجھے حق سے دوستی ہو

جو دعویٰ دین تیرا ہو صادق نہ ہو بداعمال اور فاسق
نہ مومنوں میں تیرا ہو رونا نہ کافروں میں تری ہنسی ہو

جکڑ لیا تجھکو خواہشوں نے پکڑ لیا تجھکو گمرہوں نے
لیا وہی کام مفسدوں نے کہ ساتھ اُنکے تو لعنتی ہو

جو تیرے اعمال بے ریا ہوں جو تیرے اطوار خوش ادا ہوں
جو تیرے اخلاق بے بہا ہوں تو پھر نہ خوفِ کشاکشی ہو

نہیں تیرے گھر میں دین و دانش مگر اسی پر ہے آزمائش
تو ڈھونڈ کر لا اگر ہے خواہش کہ دور تجھسے یہ بیکسی ہو

نہ تیرے گھر میں قدرِ دیں ہے نہ فکرِ عقبیٰ نہ ذکرِ دیں ہے
اگر تجھے جستجو نہیں ہے تو پھر کہاں تیری مخلصی ہو

تیری ہی پیشی میں رکھ کے جھگڑا تجھی سے طالب ہے فیصلہ کا
کہ کون حق پر ہے تو ہی بتلا اگر تیرے دل میں منصفی ہو

یہ دین کا تجھ سے ہے تقاضا تلاشِ حق کا تو کر ارادہ
نہ یہ خزانہ جو تو نے پایا تو بے نتیجہ یہ زندگی ہو

حرام ہیں تجھ پہ شوق سارے نہ اپنی حالت کو گر سنوارے
جو اس سے خالی تو دن گذارے نہ تجھ سے کوئی ملاقتی ہو

خدا تیرے شوق کا ہے جویا کہ بیج اُلفت کا کیوں نہ بویا
زمانہ بارش کا سارا کھویا نہ تو نے چاہا کہ بہتری ہو

وہ علم و دانش کا مدح خواں ہے انہیں گنوں کا وہ قدرداں ہے
تو دیکھ قرآن سے عیاں ہے جو دل میں اُلفت کی چاشنی ہو
اصول دیں سے جو باخبر ہو تو اُسپہ قرباں دل و جگر ہو
جو آتش عشق تیز تر ہو تو آگ سینے میں کیوں دبی ہو

جو شرطِ ایمان کو تو جانے دلیل و برہان کو تو جانے
جو اُسکے احسان کو تو جانے نہ سر میں سودائے خودسری ہو
جو تیری اصلاح کی ہو نیّت تو زورِ شیطاں ہے بے حقیقت
نہ تجھ سے باطل کو پہنچے قوت جو عشقِ خالق میں دل قوی ہو

دلوں میں انصاف کی ہو رغبت اسی کو سمجھے بڑی عبادت
رہے نہ محروم از ہدایت جو فکرِ اصلاحِ باطنی ہو
رواثتِ کاذبہ کو چھوڑے لگا تو اوھام کا مروڑے
طلسم باطل کا سارا توڑے جو دین حق کا تو ملتجی ہو

یہی بڑا امتحاں ہے تیرا کہ تجھ سے ناخوش ہو سب قبیلہ
نہ نورِ حق سے کبھی علاقہ جو ساری دنیا سے دشمنی ہو
جفا کرے گر جہان سارا وفا سے کرنا نہ تو کنارا
یہی ہے توحید اے دلآرا. اگر تو اُلفت کا مدعی ہو

ہے اک طلبگار تیرا بندہ. جو سب میں ناقص جو سب میں گندہ
یہ نخل امید صدؔ یارب تیرے کرم سے ہری بھری ہو

یادِ رسولؐ

یہ فرمایا نبیؐ نے حق کے پہچوانے کو آیا ہوں
ہوئے ہیں سرد دل جنکے میں گرمانیکو آیا ہوں
سبق اخلاق و ہمدردی کا سکھلانیکو آیا ہوں

نہ پوجو غیر کو یہ بات بتلانے کو آیا ہوں
خدا کے عشق کا شعلہ میں بھڑکانیکو آیا ہوں
تمہیں جام مئے توحید پلوانے کو آیا ہوں

تمہاری خوبیاں عالم میں چمکانے کو آیا ہوں
میں نوبت دینِ حق کی تمسے بجوانیکو آیا ہوں

تمہیں پیدا کیا جس نے ہر اک نعمت بھی دی جسنے
اُسے ہرگز نہ بھولو تم یہ جتلانیکو آیا ہوں

کرو اُسکی عبادت تم کہ جس کا میں بھی بندہ ہوں
نہ بھٹکو غیر کے در پر یہ سمجھانیکو آیا ہوں

قوی مانو نہ تم مخلوق عاجز کو کبھی ہرگز
دلائل سے میں ہر کاذب کے جھٹلانیکو آیا ہوں

سہارا غیر کا ڈھونڈو نہ ہرگز اے میرے بندو
پیام رب یہی ہے جس کے پہنچانیکو آیا ہوں

تلاشِ مال و زر اور کیمیا سے ہے بہت بڑھکر
سخن حق کا نجات اس سے میں دلوانیکو آیا ہوں

فقط توحید کا اقرار دستاویز جنت ہے
مرو ایمان پر میں جسپہ مرجانیکو آیا ہوں

کیا پیدا خدا نے حق شناسی کیلئے تم کو
یہی ہے حق شناسی جسکے دکھلانیکو آیا ہوں

بشارت خلد کی دیتا ہوں میں توحید والوں کو
اُسی کے عشق کا میں بوجھ اُٹھوانیکو آیا ہوں

حصولِ قربِ حق کی راہ سچی ایک ہی جانو
تمہارا نام حق والوں میں لکھوانیکو آیا ہوں

سنیں باتیں غرضمندوں کی اُسپر ہو گئے مفتوں
میں اُن بھٹکے ہوؤں کے گوش ملوانیکو آیا ہوں

نہیں ہے دل لگی یہ امتحانِ عشق مولیٰ ہے
تمہاری بگڑی حالت کے سنبھلوانیکو آیا ہوں

کسی کے نام سے موسوم کر لینا کسی شے کو
یہی ہے بُت پرستی جسکے ٹھکرانیکو آیا ہوں

کھلونے تجھکو شیطاں خوب دیگا دل بہلنے کو
مگر میں اُس سے بازی تیری جتوانیکو آیا ہوں

لیاقت اور حماقت کا تیری ہے علم کب تجھکو
تیری قیمت کا تجھ سے بھید کھلوانیکو آیا ہوں

دلِ ویراں کو کر آباد تو حق کی محبت سے
میں اس ٹوٹے ہوئے کعبے کے بنوانیکو آیا ہوں

بغاوت شرک ہے۔ نا منصفی ہے اور ناشکری
نہ سمجھو یہ کہ میں خود اپنے پجوانیکو آیا ہوں

خدا سے سرکشی میں تجھکو حاصل کیا ہوئی لذت
میں اُسکی لذتِ الفت میں تڑپانیکو آیا ہوں

خودی کو ذبح کر ڈال اور کر توبہ حماقت سے
نجاست قلب کی تیری میں دھلوانیکو آیا ہوں

تجھے وعدہ ملا حق کی رضا مندی پہ جنت کا
اُسی راہِ رضائے حق پہ دوڑانیکو آیا ہوں

اُٹھا اے مدہوش خالق کی رضا پر ہو کمر بستہ
سُن اے غافل تجھے میں ہوش میں لانیکو آیا ہوں

خدا کے سامنے اور خلق سے بھی سرخرو کر دوں
میں ایسے رنگ میں امت کے رنگوانیکو آیا ہوں

اگر ماں باپ ہوں گمراہ مت چل راہ پر اُنکی
میں ایسی بیڑیاں اُلفت کی کٹوانیکو آیا ہوں

رضائے خلق کیخاطر نہو تو بے وفا رب سے
خدا سے رشتہ تیرا الفتِ اغیار نے توڑا
تیری ہیں خواہشیں نقصاں رساں اے بے خبر انساں
شرافت اور رزالت سب جچی تولی ہے خالق نے
برائی غیر کے حق میں بری سمجھا نہ مثل اپنے
خدا لگتی اگر کافر کہیں تو مان لو اُن کی
شریعت کو میری تم شرق سے تا غرب پہونچا دو
ہر اک قول شریعت ہے جواہر ریز اے لوگو
چڑھا دوں گا تمہاری بیل میں بامِ ترقی پر
نہیں نائب میرا جو خدمتِ دیں سے ہوئے بہرہ
مثالِ مرشداں میں طالبِ اجرت نہیں ہرگز
کبھی لذاتِ جسمانی سے دل ہوتا نہیں روشن
کریں تعلیم و تربیت میں جو اولاد کی کوشش
غذائے دین و دانش میں نے کی تقسیم دنیا میں
کٹے ہیں ٹیکس غیر از حد میرے تم پہ کب جاری
حقوقِ اولیا کا ذکر کیا میری شریعت میں
خدا مجھکو بنا کر اس حماقت پر نہ خوش ہونا
اگر باطل کو قوت تو نے پہنچائی منافق ہے
ڈرو اے مومنو! تم بازپرسِ روزِ محشر سے
شریعت سے جو ہے ناراض دل تاریک ہے اسکا
بری رسمونکو چھوڑو اور بچو بیجا مصارف سے
کرو تم اتباعِ سنتِ خیر القروں ہر دم
بلا قصدِ عمل پڑھنا مفید ہوگا نہیں ہرگز

تیرا زنارِ گمراہی میں تڑوانیکو آیا ہوں
تو ہی مالک سے رشتہ تیرا جڑوانیکو آیا ہوں
میں ساری خواہشیں بیہودہ چھڑوانیکو آیا ہوں
مگر میں تجھ سے تیری چیز تلوانیکو آیا ہوں
مظالم سنگ دل تیرے میں گنوانیکو آیا ہوں
کہ خود میں گنجِ دانائی نکلوانیکو آیا ہوں
تمہارے سر پہ سہرا اس کا بندھوانیکو آیا ہوں
سنو میں دولتِ کونین لٹوانیکو آیا ہوں
قسم حق کی میں باغ ایسے اگا جانیکو آیا ہوں
خدا کے دین کی خدمت بجا لانیکو آیا ہوں
مدائت پر نہ تم سے فیس دہروانیکو آیا ہوں
تمہیں لذاتِ روحانی کے چکھوانیکو آیا ہوں
انہیں فردوس کے گجرے میں پہنانیکو آیا ہوں
طعامِ روح پرور میں تو کھلوانیکو آیا ہوں
گدہوں کا بوجھ کب گھوڑوں پہ لدوانیکو آیا ہوں
نیا اور شیرنی کب تم سے بٹوانیکو آیا ہوں
شرابِ حق فراموشی نہ کچھوانیکو آیا ہوں
میں اس سیلابِ گمراہی کے رکوانیکو آیا ہوں
زرِ چندہ نہ مالِ وقف کھلوانیکو آیا ہوں
میں اس ظلمتکدہ میں نور پھیلانیکو آیا ہوں
تمہیں قیدِ عصبیت سے میں چھڑوانیکو آیا ہوں
اسی کو مستند جائز میں ٹھیرانیکو آیا ہوں
برائے ترکِ باطل کلمہ پڑھوانیکو آیا ہوں

نہ ہوگی بخشش اہلِ تصنع کلمہ پڑھنے سے
درِ فردوس کی کنجی ہے کلمہ اے مسلمانو
نہ ہو شیدائے باطل نام کٹ جائیگا دفتر سے
بنا جھوٹی روایت دولت دیں لوٹ لیتے ہیں
گلا گھونٹینگے طاقت ور کبھی کمزور مت رہنا
عمل سے باز رہنے کا نہ دونگا مشورہ تمکو
عمل ہی پر امتحانِ دین و دانش ہے
تجھے دیگا فریب ابلیس اور ابلیس کا لشکر
اگر باطن تیرا ایماں سے خالی ہے اے ناداں
نہ خودرو جھاڑ ہونے دو کبھی دیں کے گلستاں میں
حماقت اور ضرر کی بات تم مطلق نہ پاؤگے
اطاعت کرے میری اے صدر یہ طاعت خدا کی ہے

تمہیں اقرار یہ مضبوط بندھوانیکو آیا ہوں
اسے محفوظ چوروں سے میں رکھوانیکو آیا ہوں
میں تیرا عاشقوں میں نام لکھوانیکو آیا ہوں
خزانے بے بہا تجھسے سنبھلوانیکو آیا ہوں
تیری اُلجھی ہوئی گتھی کے سلجھانیکو آیا ہوں
ہیں دل خوش کُن خیالوں سے نہ بہلانیکو آیا ہوں
سرِ سرکش صداقت پر ہیں جھکوانیکو آیا ہوں
میں تجھسے مفسدوں کا سر کچلوانیکو آیا ہوں
میں نورِ حق سے تیرا ظرف بھروانیکو آیا ہوں
شجر بدعت کے سارے میں اکھڑوانیکو آیا ہوں
میں ایسا درس دانائی کا سکھلانیکو آیا ہوں
پکڑلے میرا دامن حق سے ملوانیکو آیا ہوں

یادِ مرشد

تھے فیضِ بخشِ عالم ہر صبح و شام مرشد
پہلے تھے اس جہاں میں کیوں نیک نام مرشد
سچی طلب تھی اُنکی سچی تھی راہ اُنکی
دردآشنائے عالم حضرت جنید و شبلی
صدیقؓ سے صداقت سیکھی تھی مرشدوں نے
تھی بیاہ میں نہ اُن کے رسمِ خلافِ سُنت
کرتے تھے ترکِ باطل کی سخت تردائت
تھے فخر وہ نہ کرتے بر کثرتِ مریداں
وارث تھے وہ نبی ﷺ کے در راہِ حق پرستی

توحید کا پلاتے بھر بھر کے جام مرشد
طالب وہ تھے خدا کے عالیمقام مرشد
کرتے تھے بدعتوں کا کب احترام مرشد
ذی علم باعمل تھے سچے امام مرشد
بُوذرؓ و بلالؓ کے تھے مثلِ غلام مرشد
کرتے نہ رسمِ ختنہ میں دھوم دھام مرشد
فاسق تھے گر نہ کرتے اصلاحِ خام مرشد
کب تھے کمائی کھاتے اُنکی حرام مرشد
رکھتے تھے رُعب حق کا بر خاص و عام مرشد

درگاہِ اولیا کو پجوایا اور نہ پوجا ۔
درگاہِ حق کے جویا تھے لا کلام مرشد

پنجوں سے تھی نہ اُلفت نہ تعزیئے سے رغبت
ان دیوتاؤں سے کب رکھتے تھے کام مرشد

اخلاق کو بگاڑا توحید کو مٹایا
لہو و لعب کے شیدا ہیں اب تو عام مرشد

رِدّی کمانے والے از نامِ غوثِ اعظمؒ
بدنام کرنیوالے خواجہ کا نام مرشد

نہ دین کی حمائت نہ دردِ قوم ان میں
اصلاحِ خلق سے ہیں غافل تمام مرشد

اے دوریا الٰہی اس دین کی تباہی
بھیج ایسے جو بنا دیں بگڑونکے کام مرشد

خوشنودیِ مریداں مطلوب انکو ہر آں
مطلب نکالنے میں ہیں تیز گام مرشد

جو دیکھتے نہیں ہیں فقہ و حدیث و قرآں
اُلو بنا رہے ہیں اُنکو تمام مرشد

اے خواجگانِ چشتی اب ہیں کہاں بہشتی
جنت یہ بیچتے ہیں لیکر کے کام مرشد

بتلائیں راہ عقبےٰ سکھلائیں راہ دنیا
دکھلائیں خیر خواہی کا کر کے کام مرشد

کرتے تھے جد اعلےٰ اسلام کی اشاعت
بے دیں کی تقویت کا کیا اہتمام مرشد

امر و نہی جتانا خدمت ہے جبکہ اُن کی
خدمت سے اپنی غافل کیوں ہیں تمام مرشد

باطل کے حامیوں کو باطل پرست کہیئے
پہونچائیں گر نہ ہمکو حق کا پیام مرشد

تعویذ حول دل کا رکھتے تو خوب ہوتا
ڈرتے نہ پھر مریدوں سے صبح و شام مرشد

اب بیکسی پہ دیں کی ہے کون رحم کرتا
کرتے ہیں دور ہی سے اسکو سلام مرشد

سچوں سے مسندِ دیں اب ہو چکی ہے خالی ۔
اے صدؔ ہے بہر سو جھوٹوں کا نام مرشد

یادِ اسلام

کفر ظاہر اُن کا اب شام و سحر ہونے لگا
بدعتوں کی کل میں دیں بلوہ گر ہونے لگا

حق کے کہنے سے میرا دل خوف سے کپنے لگا
حق کے سننے سے انہیں بھی درد سر ہونے لگا

بات مطلب کی سنا دیتا نہیں مدعا صاف
حکم قرآں اس لئے تو بے اثر ہونے لگا

فخر کیا میری مسلمانی سے ہو اسلام کو
جبکہ ہر دیندار کو مجھ سے خطر ہونے لگا

خندہ زن میری مسلمانی سے ہر کافر ہے آج
اس لئے اسلام مجھ پہ نوحہ گر ہونے لگا

کام کی باتیں نہ سوجھیں ورنہ ہوتا کامیاب
بے نتیجہ کام پر مائل بشر ہونے لگا

بے خبر تھا یا خبر مجھکو کیا اسلام نے
دین و دنیا میں گرامی مقتدر ہونے لگا

حاسدِ ملعون شیطاں نے بھلادی جبکہ راہ
وقت اپنا شرک و بدعت میں بسر ہونے لگا

دشمنوں نے جو سکھایا کر لیا اُس پر عمل
دوستوں کا قول اب نامعتبر ہونے لگا

تھی حفاظت مجھکو لازم گلشنِ اسلام کی
میری غفلت سے وہ ویراں سر بسر ہونے لگا

بدعتوں نے شرع کے گلشن کو صحرا کر دیا
جو مقامِ لطف تھا وحشت کا گھر ہونے لگا

حکم تھا دیں کا کہ تو خود رو درختوں کو اُکھاڑ
کیوں ترے گلشن میں بدعت کا شجر ہونے لگا

نفسِ مطلب گم ہوا اور مغزِ دیں چوری گیا
اُنکا جھگڑا بے حقیقت پوست پر ہونے لگا

خانہ جنگی ہو گئی برپا گیا دیں کا عروج
وعظ بیہودہ سے پیدا شور و شر ہونے لگا

دینِ حق کس جگہ ہے ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں
زورِ باطل سے میرا سوزاں جگر ہونے لگا

خود نما کو اپنے مطلب کی لگی ہے آج دھن
کیوں مریض عشق کا وہ چارہ گر ہونے لگا

پاسبانِ دیں ہوئے ہیں دشمنِ اسلام جب
آہ بدعت زور تیرا گھر بگھر ہونے لگا

دیں کیخاطر وہ کوڑی خرچ کیوں کرنے لگے
بدعتوں میں صرف اُن کا مال و زر ہونے لگا

خلق سے تحسین لینے کی خوشی ہے رات دن
بندہ بھی غافل خدا سے کسقدر ہونے لگا

منکشف کی کس لئے تو نے حقیقت دین کی
بس یہی اُن کا عقاب اب اصدا پر ہونے لگا

دردِ اسلام

دنیا سے ہوئی رخصت اس دین کی غمخواری
ہر سمت ہوئی ظاہر باطل کی عمل داری

درویش ہیں صوفی ہیں اور شاہ جی بہتیرے
دیکھو تو ہر اک کو ہے توحید سے بیزاری

بنیاد ہے کیا دیں کی کیا مقصد مذہب ہے
بتلا نہیں سکتے ہیں حافظ ہوں کہ ہوں قاری

دیں کیلئے حاضر ہیں سر دینے کو فائق بھی
پر دیں کے سمجھنے کی کرتے نہیں تیاری

سر دینا تو آساں ہے پر دیں کی مدد مشکل
کہتے ہیں کہ یہ باطل کے ہے ترک میں دشواری

ہم نفس کی طاعت سے ہونگے نہ کبھی باہر
سمجھیں گے اسی کو ہم اے دوستو دینداری

ہیں دین پہ خواجہؓ کے قربان نہیں مطلق
یا غوث محی الدینؒ جپتے ہیں تیری مالا

ہم شرک نہ چھوڑینگے بدعت کو نہ توڑیں گے
کیوں چھوڑیں جہالت کو کیوں توڑیں ضلالت کو

قرآن سے کیا مطلب کیا کام حدیثوں سے
مطلوب نہیں انکو اس در کی جبیں سائی

مخدوم بنالیں گے آنکھوں پہ بٹھالیں گے
ہر روز بنا دیں کو اک داغ لگاتے ہیں

عاشق ہیں پیمبر کے کرتے ہیں غزل خوانی
سمجھے نہیں یہ مطلق کیا عشق کی شرطیں ہیں

شادی میں نچا ئینگے عرسوں میں بلائیں گے
اصلاح کوئی چاہے۔ اسکے ہیں بڑے دشمن

خوبی سے معرا ہیں ہر عیب میں رسوا ہیں
نفرین کریں اسپر عزت جو کرے پیدا

دھیان اسکا غذا اپنی گیان اس کا دوا اپنی
وہ خدمتِ دینی میں کوڑی بھی نہیں دیتے

وہ نام پہ دیوتا کے گھر بار لٹاتے ہیں
بت پوجنے والے بھی رکھتے ہیں یقیں اس پر

ناشکر ہیں خالق کے ناقدر جو ہیں دیں کے
مومن پہ تو واجب ہے اس دیں کی نگہبانی

ایمان کے دو جز ہیں ملاؤں سے نہیں واقف
ہے شرک کا تو عامل بدعت کا ہے تو قائل

بدعت کے عمل گن لے اور شرک کو بھی چن لے
پرنام پہ خواجہؓ کے صدقے ہیں یہ درباری

تو چاہے کہ ہم چھوڑیں چھوڑینگے نہ مہجوری
چھوڑینگے حسد غیرت نے ظلم و ستمگاری

ہمسے ہے کہاں پرسش ہم لوگ ہیں سرکاری
ابلیس سے ہے جنکو پیمان وفاداری

جوان سے چھڑاتا ہے غداری و مکاری
گر اک نئی شے کی پوجا جو کرے جاری

الفت کے بہانے سے کرتے ہیں ستم بھاری
عاشق ہیں اماموں کے کرتے ہیں عزاداری

ہاں کھیل تماشوں کے عاشق ہیں یہ بازاری
سکھلانیکو رنڈی سے بدچلنی و بداطواری

ہیں دوست جو دے انکو آزادی و مختاری
جز الفت دیں حاصل ہوتی نہیں بیداری

واجب یہ سمجھتے ہیں غیبت ہے دل آزاری
جز عشق الٰہی کے ہر عشق ہے بیماری

نذرانۂ خالق سے ہیں صاف وہ انکاری
سب کچھ ہے دیا انکا انکی ہے عطا ساری

پاتی ہے شفا انکی مایا سے ہر آزاری
عاشق کو نہیں بڑھ کر دیں سے کوئی شے پیاری

مفلس کہ تونگر ہو۔ نوکر ہو کہ بیوپاری
توحید و رسالت کے گو منہ سے ہیں اقراری

کر غور ذرا دل میں ہے کس کا گرفتاری
پھر اپنی حقیقت ہو معلوم تجھے ساری

ہو جلے تجھے ظاہر گر کفر و نفاق اپنا
ہو علم تجھے اپنی گر عقل و حماقت کا
کب ہوش سنبھلتا ہے مدہوش کی صحبت میں
حق مادر و فرزند کرتے ہیں جواں ضایع
مت ڈوبنے والونکے ہو ساتھ ڈبو دینگے
عاقل نہ کبھی کہنا کمزور طبیعت کو
گر فکر سے عقبیٰ کی غافل ہے سبھی کنبہ
کر دیں کی اشاعت تو گر اُنکا بھلا چاہیے
صد سالہ عبادت سے بہتر ہے یہ ہمدردی
بے فائدہ کاموں میں مت وقت گنوا اپنا
تاریک گھروں میں کر تو دیں کا دیا روشن
بے فیض جو جیتے ہیں انسان نہیں ہرگز
تائید خدا ہوگی اس عشق کی منزل میں
کر فتح تو باطل کو قرآنی دلائل سے
نیکی تو بدوں سے کر ہو جائیں گے شرمندہ
ہاں اُلفت و نرمی سے ہموار تو کر اُن کو
جو ظاہر و باطن میں سیدھے نہیں خالق سے
گر عشق پیمبرؐ ہے تو چھوڑ غزل خوانی
تحریر سے زینت دے تقریر سے عزت دے
تعلیم شریعت دے ترغیب حمایت دے
کر پاک تو اس دیں کو آمیزش باطل سے
اگر عشق سنا ہے میداں میں آنا ہی
منظور ہے تجھکو کیا عشق حسینا کا

پھر ایسی نجاست میں تھمنا ہو تجھے بھاری
صادر نہ ہوں پھر تجھ سے اعمال جفاکاری
جیتے ہیں بصد زاری مرتے ہیں بصد خواری
ہے مد نظر جنکو احباب کی دلداری
کہتا ہے کہ ڈوبونگا ساتھ اُنکے بناچاری
سنبھلے نہ گر انسان کس کام کی ہشیاری
سُن اُنکی رفاقت میں ہوتا ہے تو کیوں ناری
بن خیر طلب اُنکا یارو نسے ہے گریاری
مطلوب ہے گر تجھ کو جنّت کی خریداری
ہیں کام بہت تجھکو تو چھوڑ دے بیکاری
نابود جہاں سے کر شیطانوں کی عیّاری
کچرا ہے وہ دنیا میں جو فیض سے ہے عاری
پہنچے گا تو مقصد کو ہمّت نہ اگر ہاری
پیغام خدا پہنچا با دانش و ہشیاری
احسان کے خنجر سے تو زخم لگا کاری
رنگدے تو ہدایت سے لا عشق کی پچکاری
کر دور نفاق اُنکا مہلک ہے یہ بیماری
کر مثل صحابہؓ کے اس دیں کی خبرداری
تدبیر سے قوّت دے کر حق سے تو غمخواری
توقیر ہدایت دے کر حق کی طرفداری
مقبول بجز اس کے ہوتی نہیں دینداری
چلتا ہے یہی حق پر اس ذبح پہ کر زاری
کیا عشق حسینا میں ہے دین سے بیزاری

کثرت سے یزیدی ہیں اسوقت بھی دنیا میں
توڑا انکی تو قوت کو ہے دین سے گرہا یدی

حسنین رض ہوئے قرباں جس دین پہ آنادان
آتا ہے اسے ویراں کیلئے یہی غمخواری

جو عیش کا خواہاں ہے کب دین کا نگہباں ہے،
چھوٹے گی کہاں اس سے باطل کی پرستاری

دیتے ہیں دھکیل اپنے بچوں کو وہ دوزخ میں
تعلیم کو مذہب کی سمجھے ہیں جو بیگاری

کیا فرض ہیں کیا واجب معلوم نہیں جنکو
گھر اپنا جلاتے ہیں لے عشق کی چنگاری

واقف نہیں معنے سے کلمے کے گئے بھی یہ بیدیں
ہلدی کی گرہ لیکر بنتے ہیں پنساری

گھر میں نہ کتاب انکے اک دیکھی نکلے گی
ہے قابل صد گریہ نادانوں کی ناداری

ہے عشق فقط ان کو در نعت غزل خوانی
بس روٹ بتاشوں پر ختم انکی ہے دینداری

ان نفس پرستوں کی کب نعت ہے بے مطلب
لیتے ہیں ڈبل حصہ بتلاتے ہیں حق بھاری

توہین شریعت ہے، بدعت پہ عمل کرنا
رشتہ ہے حرام ان سے اخلاص و ملنساری

مرشد ہوں کہ صوفی ہوں سب اس تگ و دو میں ہیں
کرتے رہیں لوگ انکی بے عذر پرستاری

اے صدؔ خوشامد کی چالوں سے مٹا گردیں
نااہلوں نے حاصل کی گمراہوں پہ سرداری

شمع وحدت

سچے محسن کا تو گر چاہنے والا ہو جائے
لاکھ داناؤں سے بڑھ چڑھ کے تو دانا ہو جائے

نفرت اعمالِ زبوں سے تجھے پیدا ہو جائے
حق و باطل کا جو اے دوست شناسا ہو جائے

نور توحید اگر جلوہ فگن ہو دل میں،
کفر باطن کا مٹے دور اندھیرا ہو جائے

بخت پر تیرے نہ کیوں بخت سکندر ہو نثار
عشق خالق جو ترا ملجا و ماویٰ ہو جائے

طور ہو تیری زیارت کی ہوس میں بیتاب
دل اگر آئینہ نور تجلی ہو جائے

در و دیوار سے نکلیگی صدائے احسنت
دل اگر مسکن محبوب دل آرا ہو جائے

عرش سے فرش تلک ہوں ترے مشتاق جمال
کیوں نہ فردوس کو خود تیری تمنا ہو جائے

اس پہ قربان نہ کیوں ہوں مہ و خورشید و فلک
عشق خالق میں جو تو عرش کا تارا ہو جائے

فخر کیوں اسپہ کریں گے نہ زمین اور زمان
سر پہ جب سایہ فگن وہ شہ والا ہو جائے

بخت والے ہیں وہی ہے جنہیں حق سے الفت
سر بلندی کا نہ کیوں بخت کو دعویٰ ہو جائے

جان باطل پہ جو دیتے ہیں وہ ہیں دشمن عقل
ایسے بدبختوں کا کیوں بخت نہ خفتہ ہو جائے

اُسی بشر کو نہ کریں جن و ملک کیوں سجدہ
محسن خلق کا جو عاشق و شیدا ہو جائے

اپنے عاشق پہ نظر جب وہ عنایت کی کرے
رشک خورشید نہ کیوں خاک کا ذرہ ہو جائے

تیرے رتبے پہ حسد کیوں نہ کریگا شیطاں
عشق خالق سے تیرا رتبہ جو اعلےٰ ہو جائے

باز وہ کیوں نہ رکھے عشق الٰہی سے تجھے
دستیاب اتنا بڑا تجھکو خزانہ ہو جائے

عاشق حق کو جلائے نہیں دوزخ کی مجال
نار ٹھنڈی ہو جو تو نور کا چشمہ ہو جائے

سانپ بچھو تیرے اعمال زبوں بنتے ہیں
جل کے مر جائیں جو تو عشق کا شعلہ ہو جائے

ابر رحمت تو برستا ہے سدا عاشق پر
دل عاشق نہ بھلا کیوں دُر یکتا ہو جائے

علم دیں کے ہوں طلبگار جو حق کو چاہیں
عشق باطل کے طلبگاروں کا جھوٹا ہو جائے

عکس کیا کیا ہے لکھا شرع میں ولیونکے بتا
جو ہے کاذب نہیں ممکن کہ وہ سچا ہو جائے

تجھ کو اسلام بتاتا ہے خدا کا طالب
خواہش کفر ہے گر غیروں کا شیدا ہو جائے

عُرس و صندل کا تو حق دار ولی کو سمجھا
نام سے اُنکی یہ اک عیش مزیکا ہو جائے

تجھکو مقصود بصد شوق ہو آرائش دل
یہی مقصد ہو یہی دلکی تمنّا ہو جائے

تعزیئے کے ہیں محض اس لئے حقدار امام
خواہشوں کا تیری سامان مہیّا ہو جائے

کافروں نے تو بنایا ہے تماشا دیں کو
تیری خواہش ہے کہ تو اُن ہی جیسا ہو جائے

بُت پرستوں کیلئے کھیل کھلونے ہیں یہ بت
چاہتا ہے کہ تیرے گھر میں کھلونا ہو جائے

تعزیہ جو کہ بناتے ہیں بڑی خواہش سے
تاکہ دیں اپنا بھی اک کھیل تماشا ہو جائے

ذمّہ قرآں کی حفاظت کا لیا خالق نے
تاکہ گم ہم سے نہ ایمان کا رستہ ہو جائے

جتنے مذہب ہیں فقط نام کے مذہب ہیں وہ
دین ہمارا وہ نہیں جو کہ نکمّا ہو جائے

ہم کو اسلام سے ملتا ہے خدا کا عرفاں
حق کو جو چاہے ابھی قطرے سے دریا ہو جائے

ہم کو اسلام نے سکھلائی خدا کی الفت
جو محبّت کرے محبوب خدا کا ہو جائے

جس کو قرآن سے اور دیں سے محبّت نہ رہی
حق فراموش ہے وہ حق سے جو ٹیڑھا ہو جائے

حق نہیں چاہتا جز عشق و محبت تجھسے
غرق الفت میں خدا کی تو سراپا ہو جائے

خلق و خالق میں اگر فرق نہ رکھا تو نے
ہے یہی کفر کہ تو غیر کا جویا ہو جائے

کیا دیا غیر نے بتلا مجھے خالق کے سوا
حیف ہے تجھپہ کہ ناشکر تو اسکا ہو جائے

کیوں رہا کرتا ہے تو طالبِ خوشنودئ غیر
ہے وہ گمراہ کہ جو بندوں کا بندہ ہو جائے

نہ تو تعلیم مدارس کو سمجھا تعلیم
ہے یہ تعلیم کہ بس تو سگِ دنیا ہو جائے

تربیت گھر میں نہ باہر تجھے حق کی تعلیم
کیوں نہ گمراہوں سے بدتر تیرا نقشہ ہو جائے

کھانے پینے ہی کو تو دین سمجھ بیٹھا ہے
بزم میلاد ہو اور دھوم کا کھانا ہو جائے

کرتا ہے دھوم سے تو نذر و نیاز شہدا
حرف زر ہے تیرا مداح زمانہ ہو جائے

دین و دانش کی ضیافت ہو عوض کھانیکے
ابھی اسلام قوی اور تر و تازہ ہو جائے

طامع زر ہیں وہ پجواتے ہیں قبریں ہر سو
انکی عادت نہ کہیں تجھمیں بھی پیدا ہو جائے

خاک آنکھوں میں تیری طامع زر نے جھونکی
پوجے چلو نکو کہ تا دل تیرا اندھا ہو جائے

سنگسار عاقل و دانا کو کرینگے یہ حریص
چاہتے کب ہیں کہ تو عاقل و دانا ہو جائے

دین تلف کرتے ہیں جو لذت دنیا کے لئے
انکی مانند نہ تو بھی سگ دنیا ہو جائے

زہر دیتے ہیں ملا قند میں الفت سے تجھے
جام الفت نہ کہیں زہر کا پیالہ ہو جائے

اژدہا شرک ہے اور لقمہ ہیں اُس کا جاہل
ایسے موذی کا کہیں تو بھی نہ لقمہ ہو جائے

نذر اور نیاز کے بھوکے ہیں کہاں پیر و شہید
دیتا لالچ ہے کہ یہ کام ہمارا ہو جائے

نذر اور نیاز سے گر کرلیا اُن کو راضی
محو پھر دل سے نہ کیوں خوفِ خدا ہو جائے

ہے گمان تیرا کہ وہ تجھ سے کرینگے الفت
کیوں نہ حامی ہوں تیرے جبکہ تو اُنکا ہو جائے

یہی سکھلاتے ہیں بس تجھ کو شیاطین جہاں
عشق خالق کا کسی نہج سے ٹھنڈا ہو جائے

پیر حامی ہیں تو خالق سے تجھے کیا مطلب
عبد اُسکا نہ رہے غیروں کا بندہ ہو جائے

پیر حامی ہیں تو مالک سے کنارہ کرلے
کیا غرض رب سے جو اوروں کا سہارا ہو جائے

راستہ اور یہی جب ڈھونڈ لیا بہر نجات
کیوں نہ پھر ہمکو شریعت کا کنارہ ہو جائے

شرع کی کس لئے توقیر کریں یہ گمراہ
پختہ جب وہم و گماں پر ہی عقیدہ ہو جائے

بے سند باتوں کو وہ دین بنا لیں اپنا — حق سے جو قطع تعلق کا ارادہ ہوجائے

حق نے تجھکو نہیں پیدا کیا ولیوں کیلئے — رب ہے کافی جو اگر اُسپہ بھروسا ہوجائے

کیا ہے ایمان وہ اب کرنے لگے کیوں دریافت — کہیں ولیوں سے عقیدہ نہ شکستہ ہوجائے

کیا ہیں احکام شریعت نہیں پوچھیں گے کبھی — بند اغیار کی پوجا کا نہ رستہ ہوجائے

اب تلاش در جاناں نہ کرینگے ہرگز — عشق خالق نہ کہیں ہار گلے کا ہوجائے

حق و باطل نہ کرینگے وہ کسی دن تحقیق — کہیں احباب کا دل ہم سے نہ میلا ہوجائے

حق کی تعظیم و ادب کی نہ کرینگے پروا — اس حماقت کا کہیں شہر میں چرچا ہوجائے

شرک و بدعت کی کرینگے بدل و جان تکریم — چھوڑدیں اسکو تو دشمن نہ قبیلہ ہوجائے

چھوڑیں باطل کو تو سب لطف و مزے چھٹ جائیں — جُرم مانیں نہ اسے حشر جو برپا ہوجائے

بات انصاف کی چورونکو کہاں آئے پسند — جس ستمگر کو جفا کاری کا چسکہ ہوجائے

جوتیاں کھائیں بہت دلکی خوشی پر جو چلا — کر علاج اسکا کہ اس مرض سے چنگا ہوجائے

آہ! اسلام تیرے رتبے سے واقف نہیں خلق — زندہ جاوید وہی ہے کہ جو تیرا ہوجائے

لے کے جائے نہ تجھے اسلام سوئے ملک بقا — دے وہ نعمت کہ تیرا قلب شگفتہ ہوجائے

ترک باطل سے جو اسلام کو قوت بخشیں — دین و دانش کا رواں دہر میں سکّہ ہوجائے

قدرداں دین کے مسلمان نہیں ہیں ورنہ — عشق صادق ہو تو شیدا ابھی دنیا ہوجائے

غیر کے پوجنے کو عذر بہانے ہیں بہت — دیکھیں قرآن تو طے سارا ہی جھگڑا ہوجائے

دور اسلام نے کردی تیری کمزوریٔ عقل — جو قوی عقل بناتا ہے تو اُس کا ہوجائے

حق یہ فرمائیگا لا میری امانت توحید — مینے کب تجھ سے کہا تھا تو کسی کا ہوجائے

میں نہ پوچھونگا کسی کو تیرا اقرار یہ تھا — لے تو انعام جو اس قول میں سچا ہوجائے

تھا یہ اقرار کہ مانگوں گا کسی سے نہ مراد — مشترک کوئی نہ اوصاف میں حق کا ہوجائے

حق فراموش ہیں کافر نہ ہو تو اُن کا شریک — کفر کو دین بنائے کہ نہ سودا ہوجائے

حق نہ بوجھا میرا تو نے نہ مجھے پہچانا — آج کہتا ہے کہ بہتر میری عقبیٰ ہوجائے

جو کمایا تھا وہی آج ملے گا تجھکو — کیا جفا کرکے تو حق دار وفا کا ہوجائے

واقعہ حشر میں یہ پیش تجھے آئے گا۔
جو بچے شرک سے ایمان سلامت لیجائے
فضل نے تیرے عطا کی مجھے راہ اسلام

ہو خبردار اگر دل تیرا بینا ہو جائے
ہو مبارک کہ اُسے گردو یہ خطرہ ہو جائے
خاتمہ صدؔ کا اسلام پہ مولئے ہو جلئے

قومی نظم

پہلے مرشد کوئی دنیا کا طلبگار نہ تھا
رسم آبائی کا کوئی بھی طرفدار نہ تھا
علم سے اور ہنر سے کوئی بیزار نہ تھا
ایک وہ دن تھا کہ ہم میں کوئی بیکار نہ تھا
کھیل میں وقت نہیں ہوتا تھا اپنا ضائع
نہ بدوں سے ہمیں اُلفت تھی نہ رندوں سے سلام
ہمکو رہتی تھی سدا علم و ہدائت کی تلاش
جسطرح آج بنے بیٹھے ہیں دشمن باہم
حسد و بغض نہاں اور محبت ظاہر
عوض احسان کے احسان کیا کرتے تھے
پھیر دی آج تو گردن پہ شریعت کے چھری
یاد رکھنا یہی پوچھیگا خدا محشر میں
جہل و نادانی سے ہر خیر کو شر مان لیا
ہم نے حق گوئی میں حق جوئی میں کوتاہی کی
نہ تو عزت کی طلب ہے نہ ترقی کا خیال
ہم میں جب آئی کجی ہو گیا اقبال بھی کج

دیں فروشی کا کبھی گرم یہ بازار نہ تھا
شرع پہ چلتے تھے حجت نہ تھی انکار نہ تھا
قوم کو جہل و حُمق کا کبھی آزار نہ تھا
اسطرح قید مصیبت میں گرفتار نہ تھا
گنجفہ سے اے دوست ہمیں سروکار نہ تھا
اچھے لوگوں کی رفاقت سے ہمیں عار نہ تھا
ایسا غافل بھی نہ تھا اگر کوئی ہشیار نہ تھا
پہلے ہم میں کوئی اسطرح سے اغیار نہ تھا
پہلے اسطرح سے ہم میں کوئی مکار نہ تھا
اپنے ہمسایہ سے بڑھکر کوئی غمخوار نہ تھا
منع کرنے کیلئے کیا کوئی دیندار نہ تھا
تم میں اسلام کا کوئی بھی مددگار نہ تھا
دل جو تاریک تھا تو رستہ بھی ہموار نہ تھا
ورنہ منزل پہ پہونچنا کوئی دشوار نہ تھا
اپنے اسلاف میں ایسا کوئی زہنا نہ تھا
آسماں ہم سے کبھی برسر پیکار نہ تھا

غیر کی کس لئے کی تو نے خوشامد اے صدؔ
کیا تیرے سامنے اللہ کا دربار نہ تھا

دیگر

نہیں ہے گل بجز علم و عمل دنیا کے گلشن میں
خدارا جلد بھر لو دوستو تم اپنے دامن میں

تم اپنے عیب گر ڈھونڈا کرو ہو جاؤ گے کامل
مگر افسوس ہے تم ڈھونڈتے ہو عیب دشمن میں

جو چھوڑو کاہلی تو مفلسی کا نام مٹ جائے
نہیں ہے مفلسی اور کاہلی جاپان و جرمن میں

کرو محنت تو ہیں صدہا طریقے زر کمانے کے
رہو بیکار کیوں دکھلاؤ جوہر اپنا ہر فن میں

نمائش اور تعلی کو ہنر سمجھے بہ نادانی
برا آیا نظر یہ بانکپن عاقل کی چتون میں

ترقی کے چلو میداں میں تیز اتنے کہ ہم دیکھیں
نہ یہ پرواز طوطے میں نہ یہ رفتار انجن میں

اُٹھا دے غافلوں کو اور جگا دے بخت خفتہ کو
اثر دے اے خدا اس صدقؔ کی فریاد و شیون میں

خطاب بہ قوم

ذرا غیر قوموں کی ہمت تو دیکھو
فراوانی علم و دولت تو دیکھو

خدا کا کرم اور عنایت تو دیکھو
پھر اپنے گناہوں کی کثرت تو دیکھو

بچی یا گئی ہے شرافت تو دیکھو
مٹی یا رہی آدمیت تو دیکھو

ذرا وقت کی قدر و قیمت تو دیکھو
میسّر ہے ہنگام فرصت تو دیکھو

کرو غیر کی گر مذمت تو پہلے
اُٹھا آئینہ اپنی صورت تو دیکھو

کرو اب نہ تم عیب جوئی کسی کی
ذرا اپنی ناگفتہ حالت تو دیکھو

دھرے ہاتھ پر ہاتھ بیٹھے ہو بیغم
یہ ہیہات اپنی فلاکت تو دیکھو

نہ شوق تجارت نہ ذوق سیاحت
اگر جینے کی ہے ضرورت تو دیکھو

نہ خواہش ہنر کی نہ فکر معیشت
مآل اس کا سوچو مضرت تو دیکھو

بداعمالیوں نے کیا ہمکو رسوا!
اگر وا ہو چشم بصیرت تو دیکھو

نہیں ہمکو پروا اے دنیا و عقبیٰ
یہ چھائی ہے کس درجہ غفلت تو دیکھو

بھلا خودنمائی کے دعوے ہیں اس
ذرا جیب و داماں کی حالت تو دیکھو

زباں سے نہ کہنا کہ ہم ہیں مسلماں
دلوں کی کدورت کثافت تو دیکھو

نہ عزّت کی چاہت نہ ذلّت سے نفرت
یہ کیسی بنی اپنی درگت تو دیکھو

نہ خوف خدا ہے نہ شرم پیمبر
یہ اسلامیوں کی علامت تو دیکھو

بدی سے ہے رغبت نکوئی سے نفرت
بڑھی کسقدر ہے جہالت تو دیکھو

نصیحت سے بیزار ناصح سے ناخوش
کہانتک ہے پہنچی ضلالت تو دیکھو

غمِ قوم میں صدؔ جینا کٹھن ہے
یہ کیسی پڑی ہے مصیبت تو دیکھو

مفید سبق

مٹ جائے دردِ عصیاں ارماں ہے تو یہ ہے
رہجائے دین و ایمان اب دھیان ہے تو یہ ہے

دشمن ہے گر جہالت اس سے جہاد کیجے
بس اپنی بہتری کا سامان ہے تو یہ ہے

محروم دین و دنیا کی نعمتوں سے ہو گا
جس نے نہ حق کو ڈھونڈا ناداں ہے، تو یہ ہے

ہاں تو حدیث و قرآں کو حرزِ جاں بنالے
اسلام میں ہو پختہ ایمان ہے تو یہ ہے

امر و نہی سے رب کی راضی نہیں جو ہوتے
ناپاک دل ہیں اُنکے کفران ہے تو یہ ہے

رکھ عالموں سے اُلفت کر جاہلوں سے نفرت
اسلامیوں کی اے دل پہچان ہے تو یہ ہے

کر حق کی تو اشاعت اور جھوٹ کی مذمّت
امر و نہی جتا دے احسان ہے تو یہ ہے

جاہل اگر ہے مرشد یا خود غرض ہے مُلّا
اُسکی نہ کر اطاعت شیطان ہے تو یہ ہے

تو دار امتحاں میں بیٹھا ہے بے تردّد
اس امتحاں سے غافل نسیان ہے تو یہ ہے

اے صدؔ علم قرآں ہر مرض کی دوا ہے
اس کو نہ چھوڑ ہرگز درمان ہے تو یہ ہے

ہمّت

جہاں کا چلتا ہے سب کاروبار ہمّت سے
ریاضِ دہر میں دیکھی بہار ہمّت سے

جہاں میں آدمی کا ہے وقار ہمّت سے
جو سختی کرتے ہیں خود اختیار ہمّت سے

ہزار مشکلیں اک دم میں ہو گئیں آساں
بنایا پھول ہر اک ہم نے خار ہمّت سے

جہان میں مُردہ صد سالہ ہے وہ بے ہمت
وہ مرد کب ہیں جو ہمت کو ہار بیٹھے ہیں
ہماری قوم نہ ہمت میں اب کرے سُستی
جو غوطہ مارتے ہیں صدؔ بحر محنت میں

جو کسب فن کا انہیں پر ُدبار ہمت سے
جو عور توں کیطرح رکھیں عار ہمت سے
خدا بھی ہوتا ہے حاجت بر آ ہمت سے
تو اُن کا ہوتا ہے بس بیڑا پار ہمت سے

بھلائی

گذارو زندگی اپنی یہاں ہر دم بھلائی میں
بھلائی میں کرو خرچ اپنی دولت اور محنت کو
بھلائی سے عدو کو دوست کر لینا ہے کیا مشکل
بُرائی گر کرے کوئی تو اُس سے تو بھلائی کر
وہ انساں کیا کہ جس سے فائدہ پہنچے نہ انساں کو
تمیز دوست دشمن کچھ نہ ہو نیکی کے کرنے میں
خدا راضی رہے اور شاد ہر دم احمد مرسل
بھلائی ہر عبادت سے ہے نزدیک خدا افضل
بُرائی لیکے پیش حق نہ جا اے صدؔ دُنیا سے

خدا اسے سرخرو ہوں تا بنی آدم بھلائی میں
کرو اک اِک کی تم امداد سب باہم بھلائی میں
کہ اک انسان کرے تسخیر دو عالم بھلائی میں
کہ وہ پُر غم برائی میں ہو تو بے غم بھلائی میں
رہے ہر شخص اپنی قوم کی ہر دم بھلائی میں
ملے تب آدمی کو رتبۂ اعظم بھلائی میں
صلے ملتے ہیں اے غافل تجھے کیا کم بھلائی میں
یہی فرماتے تھے پیغمبر اکرم بھلائی میں
غنیمت جان گر گذرے یہاں جو دم بھلائی میں

کوشش

کوشش ہی ہمکو راہ پہ لائی جہان میں
کوشش ہی علم و فضل سے کرتی ہے بہرہ ور
فرماتا ہے خدا بھی جو قرآں میں جاھدُوا
کوشش ہی نے زمین میں کھیتی اُگائی ہے
کوشش ہی نے بحار سے موتی نکالے ہیں
کوشش ہی ہمکو رتبۂ اعلےٰ پہ لاتی ہے

کوشش ہی غم سے رکھیگی ہمکو امان میں
کوشش عجیب چیز ہے کون و مکان میں
یہ صاف اک اشارہ ہے کوشش کی شان میں
کوشش ہی نے دیا ہے مزا آب و نان میں
کوشش ہی نے نہ چھوڑے جواہر بھی کان میں
ولیوں نے اس سے پائی ولائت اک آن میں

عیسائیوں کو بخشی ہیں کیا کامیابیاں
کوشش نے لا کے دیکھو یہ ہندوستان میں

کیسے پٹھان ہو گئے کوشش میں نامور
کوشش نے جان ڈالی جو کابل کی جان میں

اے صدؔ کوششوں کو نہ ہلکا سمجھ کبھی
کر دے وہ کام جو نہ ہو وہم و گمان میں

وقت

کھو نہ تو کار ثواب میں وقت
زندہ در گور نہ کر خواب میں وقت

وقت کی قدر تم کو خاک نہیں
خاک تو نے کیا شباب میں وقت

رب کو اک روز شادماں بھی کر
کیا گذاریگا سب عتاب میں وقت

لحظہ لحظہ کا تجھ سے ہوگا حساب
گر نہیں ہے کسی حساب میں وقت

ہائے اس قوم کے جوان اب تو
کھوتے ہیں گانجہ اور شراب میں وقت

دیکھو انگریز صرف کرتے ہیں
شغل علم و فن و کتاب میں وقت

وقت گم کردہ پھر نہ پاؤ گے
نہ ملے گا خیال و خواب میں وقت

مُفت ضایع نہ کر اے ناداں
جلسۂ صحبتِ خراب میں وقت

صدؔ زائد نہ لکھ کہ تیرا ابھی
گم نہ ہو مدِّ بے حساب میں وقت

اتفاق

چاہتے ہیں دل سے قرآنِ دلا اور اتفاق
ہے یہ جاہ و دولت و اقبال کا گھر اتفاق

اک نگاہ لطف سے مس کو کرے زر اتفاق
سنگ کو اکدم بنا دے لعل و گوہر اتفاق

بارہا جاتے ہیں گھر نااتفاقی سے اُجڑ
اور بگڑے گھر بنا دیتا ہے اکثر اتفاق

خود خدا رطب اللساں تعریف میں اسکی ہوا
مرتبہ رکھتا ہے کیا اللہ اکبر اتفاق

متفق ہو نیکی ہے تاکید دن میں پانچ وقت
تا رہے اہل محلہ میں برابر اتفاق

سلطنت اسکی ہے اک ادنی کنیز و خادمہ
سرور تاج و نگیں کا بھی ہے سرور اتفاق

ہے بُری شے کونسی جس سے نہ ہو بدتر نفاق
کون شے اچھی ہے جس سے ہو نہ بہتر اتفاق

اے خدائے دوجہاں نااتفاقی دور کر
صدؔ دیکھے اب مسلمانوں میں گھر گھر اتفاق

زمانہ سازی

اپنی بگڑی کو بنائیگی زمانہ سازی
ہمکو آفت سے چھڑائیگی زمانہ سازی

رنگ بدلائے زمانیکا تو ہم بھی بدلیں
پھر ترقی پہ چڑھائیگی زمانہ سازی

چونکہ پابند زمانہ ہوئی ادنیٰ قومیں
اُن کو اعلےٰ ہی بنائیگی زمانہ سازی

نامور اُس کے مخالف ہوئے تو یاد رکھیں
اُن کو گمنام کرائے گی زمانہ سازی

ہیں وہ کم عقل سمجھتے ہیں جو یوں بے سمجھے
ہم کو عیسائی بنائے گی زمانہ سازی

کوٹ پتلون پہنکر کے بہت سے ناداں
کہتے ہیں یوں ہمیں آئیگی زمانہ سازی

زندگی کو جو زمانہ میں نبھانا سیکھیں
اُن کو دنیا میں نبھائیگی زمانہ سازی

قوم ہو جائے اگر علم و ہنر میں کامل
اُن کا اقبال بڑھائیگی زمانہ سازی

غیر ٹھکرائے تو اے صدؔ سنبھال اپنے کو
کہیں بے تجربہ آئے گی زمانہ سازی

دولت

راحت کے مزے خوب چکھاتی ہے یہ دولت
دُنیا میں ذلّت چھڑاتی ہے یہ دولت

یاد کریں اُس کے کمانیکے طریقے
انسان کو دھندے میں لگاتی ہے یہ دولت

مزدوروں کو گر دیکھئے صبح سے تا شام
سو بوجھ اُٹھانیکو بلاتی ہے یہ دولت

دولت کیلئے لیتے ہیں سب سر پہ تکالیف
تب ہاتھ میں انساں کے آتی ہے یہ دولت

زر کیلئے ہوتے ہیں جدا خویش و اقارب
دشمن انہیں بے طرح بناتی ہے یہ دولت

دولت کیلئے مکر و دغا کرتے ہیں مفلس
افلاس سے ایمان گنواتی ہے یہ دولت

جس کو کہ نہیں قدر ہے دولت کی عزیزو
مفلوک بنا کر اُسے جاتی ہے یہ دولت

دولت نہ کرو صرف بیہودہ میں ضائع
ہمکو یہی ہر لحظہ سُناتی ہے یہ دولت

دولت کو بھلائی میں کرے خرچ تو اے صدرؔ
اللہ سے بندے کو ملاتی ہے یہ دولت

اصراف

کبھی نہ رکھیگا دنیا میں کامراں اصراف
ہمارے کرتا ہے برباد دو جہاں اصراف

تمام عمر بسر ہوتی ہے مصیبت میں
اب روزہ ہمکو جو کرتا ہے شادماں اصراف

تباہ قوم ہوئی اُس کی میزبانی سے
ہمارے گھر پہ ہوا ایسا مہماں اصراف

ریاض عیش سے صحرائے رنج وآفت میں
لئے جاتا ہے ہم کو کشاں کشاں اصراف

تمام زندگی برباد ہوتی ہے غم میں
ہماری عمر کو کرتا ہے رائیگاں اصراف

کہا برادر شیطان خدا نے مُصرف کو
اُس سے بھی حد سے گذرتا ہے بس گراں اصراف

تاسّف ہمکو فقط اپنے مال ہی کا نہیں
خراب کرتا ہے بے شبہ خانماں اصراف

سنبھال ہی نہیں سکتے ہم اپنی حالت کو
ہمارے ہاتھوں سے جبتک کہ ہو رواں اصراف

ہماری قوم کو چھوڑیگا بھیک منگوا کر
رہے گا ساتھ جو اے اصدؔ جاوداں اصراف

اِفلاس

حال اپنے ملک کا ابتر کیا اصراف نے
اور جینا قوم کا دوبھر کیا افلاس نے

واقعی یہ تو سواد الوجہ فی الدارین ہے
قول پیغمبر کو اب ظاہر کیا افلاس نے

دیکھتی چشم حقارت سے ہیں غیر اقوام سب
ہمکو ایسا خوار اور بدتر کیا افلاس نے

کس مپرسی انکی ہے حالت اور مصیبت کا ہے وقت
زندگی کو مرگ سے بدتر کیا افلاس نے

دیکھکر غیروں کے مال و دولت و جاہ و حشم
رشک سے جلوا کے خاکستر کیا افلاس نے

عادت ناشکری اور بے صبری نے اور بھی
پُر غضب اللہ کو ہم پر کیا افلاس نے

مکر کی راہیں بتائیں اور فریبوں کے چلن
ہم کو بدنامی کا اک مصدر کیا افلاس نے

ایک بیکاری ہماری موجب افلاس ہے
دوسرا اصراف سے مضطر کیا افلاس نے

اب تباہی قوم پر محتاجگی سے ہے بہت
روز بد اے اصدؔ یہ گھر گھر کیا افلاس نے

عیب جوئی

اُٹھانا پڑتا ہے نقصان بھاری عیب جوئی میں | نظر آتی ہے اپنی عیب داری عیب جوئی میں
تو جب اپنے عیبوں کی طرف بالکل نہیں کرتے | یہ کیسی آنکھیں پھوٹی ہیں ہماری عیب جوئی میں
ہر اک کی عیب بینی میں ہر اک مشغول رہتا ہے | بھلا ہوتی ہے کیا مطلب برآری عیب جوئی میں
کسیکا وصف سنکر خوش نہیں ہوتا کبھی کوئی | ہماری قوم ہے مصروف ساری عیب جوئی میں
سدا دل ٹکڑے کرنا طعن سے اپنے عزیزوں کا | عداوت اُن سے کرنا مفت جاری عیب جوئی میں
ہر اک جلسہ میں ہر تقریر میں بدگوئیاں کرنا | تمام عمر اپنی ہم نے یوں گذاری عیب جوئی میں
ہر اک افواہ کو سچ جان کے افشا اُسے کرنا | بڑھی ہے بدگمانی یوں ہماری عیب جوئی میں
کسیکی آبرو جائے تو دل کو چین ہو جائے | ہمیشہ رہتی ہے یہ بیقراری عیب جوئی میں
نہیں دنیا میں خوب اے صدر کوئی ماسوا اپنے | یہ ہم نے آپ اپنی راہ ماری عیب جوئی میں

گداگری

پھیلی ہے اب تو ملک میں گھر گھر گداگری | پیشہ ہے اپنی قوم کا اکثر گداگری
دُنیا میں زر کمانے کے پیشے ہیں بیشمار | نزدیک اُن کے پیشہ ہے بہتر گداگری
اشراف ہیں جو قوّتِ بازو سے کھاتے ہیں | اجلاف ہیں جو کرتے ہیں در در گداگری
راہیں گداگری کی بہت سی نکالی ہیں | کرتے ہیں کتنے بنکے مجاور گداگری
کتنے ہی پیرزادہ شیوخت مآب ہیں | کرتے ہیں گاؤں گاؤں وہ پھر کر گداگری
کوئی ڈفالی ہے کوئی شاعر ہے کوئی بھاٹ | کتنے گوئیے کرتے ہیں گا کر گداگری
کوئی تو عطر مل کے پسارے ہے ہاتھ کو | کرتا ہے کوئی پنکھے کو جھل کر گداگری
حاجی ہے کوئی بیچتا ہے حج کو صبح و شام | کرتا ہے کوئی وعظ کے اندر گداگری
چلّے بنا کے پیر بنکے کتنے حرام خور | کرتے ہیں وانپہ بیٹھ کے دن بھر گداگری
ہیں بوالہوس جو حد سے زیادہ شکم پرست | کرتے ہیں خوب ہو کے تونگر گداگری

جہاں چند بیٹھے محرم میں میل ٹھیل
نام حسینؑ کرتے ہیں بے ڈر گداگری

مالِ حرام کھانیکا چسکا ہو جس کو صدؔا
چھوٹے گی اُن سے عمر میں کیونکر گداگری

نشہ

جہاں کو کیا خوب غارت نشے نے
عجب ہم پہ ڈالی قیامت نشے نے

بگاڑی ہر اک اپنی عادت نشے نے
یہ پھیلائی ہم میں قباحت نشے نے

نشے نے عجب عقل کھوئی ہماری
بنایا ہمیں ذا حماقت نشے نے

نہیں زور و قوت ذرا ہم میں باقی
سبھی اپنی کی صلب طاقت نشے نے

جوانی میں آیا ہے ہم کو بڑھاپا
کماں کر دیا قد و قامت نشے نے

نکمّوں کے جرگہ میں ہم کو بٹھا کر
مٹائی نجابت شرافت نشے نے

ہمیں کر دیا غافل و سست اس نے
نہ کرنے دی حق کی اطاعت نشے نے

ہمیں دین و دنیا دونوں سے کھویا
کہاں کی نکالی عداوت نشے نے

توجہ جو مسکرات پر اپنی ڈالی
نہ چھوڑا کسیکو سلامت نشے نے

ملامت ہے مخلوق کے جب نہ سمجھے
سنالی خدا کی ملامت نشے نے

وہاں چھن گیا باغِ جنّت میں حصّہ
جہنم کی دی یاں بشارت نشے نے

ہوئی ختم ہے صدؔ ہم پر خرابی
کیا خاندانوں کو غارت نشے نے

مشغلہ

سوجھے ہیں اپنی قوم کو کیا مشغلے بُرے
سچ کہتا ہوں میں قہر خدا مشغلے بُرے

عمر عزیز کھوتے ہیں بیہودہ کھیل میں
دن رات ہو رہے ہیں دلا مشغلے بُرے

وقتِ گراں بہا کی بھی قدر نہیں ہے
رکھتی ہے کیسے عقل روا مشغلے بُرے

شطرنج اُڑ رہی ہے کہیں گنجفہ کہیں
روزانہ اپنی ہے غذا مشغلے بُرے

داڑھی سفید کر کے بھی کب شرم آتی ہے
بڈھوں کو سوجھتے ہیں سوا مشغلے بُرے

اولاد کی ہے صرف یہ تعلیم کا خیال — دیتے ہیں ان کو آپ سکھا مشغلے برے
ذہن جب کسی کو لہو و لعب کی سماتی ہے — کرتے ہیں اس کو خوار سدا مشغلے برے
تا وقت مرگ چھٹتی نہیں خصلتیں بری — کیونکر ہوں زندگی میں جدا مشغلے برے
اے صدؔ غافلوں کو مبارک ہوں ایسے کام — ہم سے تو دور رکھے خدا مشغلے برے

بیوہ

حق نہ دنیا میں کسیکو بھی بٹھلائے بیوہ — ہاتھ سے ظالم ظلم کے چھڑائے بیوہ
کیسے دشمن وہ اعزہ ہیں کہ خوش ہوتے ہیں — آہ سوزاں سے جو دل اپنا جلائے بیوہ
بھائی ہوں شاد ادہر آپ ادہر عیش کریں — ماں ادہر خوش ہوں ادہر اشک بہائے بیوہ
زیست کیا خاک ہو اس رسم کی پابندی سے — عیش و راحت جو کسیطرح نہ پائے بیوہ
کیا شریفانہ چلن قوم نے سیکھے ہیں ہائے — عقد ثانی ہو گر جان سے جائے بیوہ
حکم اللہ و پیغمبر کا ہے عقد کرو — جبر کس واسطے پھر دل پہ اٹھائے بیوہ
ہے یہ انصاف کریں مرد تو دس دس شادی — ہے یہ کیا ظلم کہ انصاف نہ پائے بیوہ
زیست مشکل ہو عزیزوں کے ستم سے ہوں ستم — عقد کا مونہہ پہ اگر نام بھی لائے بیوہ
عقد بیوہ سے نہ انکار ہو امت کو کبھی — اس لئے ختم رسل عقد میں لائے بیوہ
ہے وہ ناداں جو سمجھکر بھی کرے نادانی — ہے وہ کمبخت جو لے سر پر بلائے بیوہ
عقد ثانی کو سمجھتے ہیں برا لوگ عبث — صدؔ پوچھے تو کوئی کیا ہے خطائے بیوہ

قرض

دشمن کو بھی خدا نکرے مبتلائے قرض — ہوتی وبال جان ہے بیشک بلائے قرض
خوار و ذلیل تک کی خوشامد کرائے قرض — دو دو ٹکے کیواسطے گھر گھر پھرائے قرض
دیکھی جہاں میں ہم نے بہت سی مصیبتیں — لیکن ہوا نہ خوف کسی سے سوائے قرض
منظور اجاڑنا ہو جسے اپنا خانماں — وہ بدنصیب شوق سے لا کے کھائے قرض

جو مال ملک اپنے مہاجن کو دے چکے
اب ہاتھ ملکے کرتے ہیں وہ ہائے ہائے قرض

مقروضیت میں خاک نہیں زیست کا مزا
جسکو کہ خاک اڑانا ہو وہ زر اڑائے قرض

خوشنود قرض لینے سے ہوتے ہیں بیوقوف
پھیلائے ہاتھ پھرتے ہیں ہر دم برائے قرض

ہوتی نہیں ہے اتنی خوشامد غلام سے
جتنی کہ ہم سے عجز و خوشامد کرائے قرض

محتاج کوڑی کوڑی کے پھرتے ہیں اب وہی
جن احمقوں نے سینکڑوں لاکھوں اٹھائے قرض

لاکھوں کے ملک آن میں برباد ہو گئے
دو دن کی عید کر کے جو نوٹے لگائے قرض

پڑھتے نہ تھے نماز جنازہ رسولؐ پاک
کمبخت جو کوئی کہ مرا مبتلائے قرض

وارد ہے یہ حدیث شہیدوں کی شان میں
بخشے گئے گناہ تھے جتنے سوائے قرض

اس قوم کے سنبھلنے کی امید ہے محال
جس قوم کے ہو سر میں سمائی ہوائے قرض

رسموں کا بند ہونا بہت کام آئے گا
ہم کو تو سوجھتی ہے یہی اک دوائے قرض

اے صدق قرضدار کی عزت نہیں کہیں
سب آبرو کو خاک میں اپنی ملائے قرض

غزلیات

دنیا میں گو کہ لاکھوں عاقل ہیں اور دانا
پر زاہدوں سے بڑھ کر کوئی نہیں سیانا

ہے زاہدوں کا شیوہ اللہ کو منانا
پروا نہیں جو روٹھے سب خلق سب زمانا

اپنی خوشی کو چھوڑے ربکی رضا کو ڈھونڈے
ایسی ہے کس میں ہمت اے زاہدو بتانا

کرنے دو فاسقوں کو جتنی کریں برائی
کتوں سے اپنی عزت کب چاہتا ہے دانا

تم چاہتے ہو جب سے اللہ کی رضا کو
راضی نہیں ہیں تم سے بیگانہ اور یگانا

عیش و نشاط چھوڑا سب راگ رنگ بھولا
دیکھو یہ زاہدوں کا نفسوں پہ فتح پانا

قرباں ہوں اس چلن پر صدقے ہوں اس ادا پر
مجھکو بھی تو سکھا دو ایسا جگر بنانا

باغ بہشت کی جب تم کو ملے اجازت
میرے شفیع ہونا مجھکو نہ بھول جانا

اے زاہدو نہ جانا دنیا نے تم کو اب تک
ایسا وقوف انکا بے ٹھور بے ٹکانا

صدقے میں زاہدوں کے مل جائے مجھکو جنت
مدت سے ڈھونڈتا ہوں بخشش کا اک بہانا

غزل نمبر ٢

کہتے ہیں لوگ تم میں علم و ہنر نہیں ہے
غیرت نہیں ہے جس میں وہ تو بشر نہیں ہے

یہ آہ کا گنہ ہے یا کان کی خطا ہے
ہم آہ کر رہے ہیں تم کو اثر نہیں ہے

ہر جا ہے تیرا نوحہ ہر سو ہے تیرا ماتم
وہ کونسی سبھا ہے جو چشم تر نہیں ہے

افسوس گرم جوشی تجھ میں نظر نہ آئی
پتھر ہے اُن سے بہتر جن میں شرر نہیں ہے

جاپان جرمنی سے عزت کرو جو حاصل
پھر کون کہہ سکیگا تم میں ہنر نہیں ہے

تعلیم پانے والے کیا کھائیں گے بچارے
ہیں کھیل گھر بہت سے حرفت کا گھر نہیں ہے

جاں کو گھلاؤ اپنی اے قدردان کے غم میں
کچھ قوم کی ترقی خالہ کا گھر نہیں ہے

غزل نمبر ٣

کیوں اے دلِ غافل تجھے کچھ شرم نہ آئی
سمجھا تو نصیحت کو میری بادہوائی

کیا حرص وہوا نے تیری سب عقل گنوائی
دیوانہ صفت ہائے جو یوں خاک اُڑائی

کھو بیٹھا جو تھی تھوڑی بہت اپنی کمائی
اندھا ہوا ایسا کہ کوئی راہ نہ پائی

سر پیٹ کے یوں دینے لگی رُوح دہائی
کیوں عمر کی دولت کو لٹا کے آگ لگائی

بھولا تو یہاں آکے ہر اک کام کو اپنے
افسوس نہ سوچا کبھی انجام کو اپنے

غزل نمبر ٤

گھر اپنا جو چور اور اُچکوں سے لُٹایا
انجام کا بھی تجھکو ذرا دھیان نہ آیا

فرمان خداوند کو بھی دل سے بھُلایا
تو خوف ذرا اُس کا کبھی دل میں نہ لایا

سب وقت معاصی میں سدا اپنا گنوایا
بیدار ہوا آپ نہ اوروں کو جگایا

ہیہات نہ سر بستر غفلت سے اُٹھایا
وہ کام کیا تو نے جو دل تیرے کو بھایا

نیکی کا تو سودا نہ سمایا تیرے سر میں
پھرتا ہے حرام آٹھ پہر تیری نظر میں

غزل نمبر ۵

سمجھا نہ کبھی دل میں تو اے بندۂ باری
منزل بھی خطرناک ہے اور بوجھ ہے بھاری
وہاں غیر خدا کون سُنے نالہ و زاری
جانا ہے ضرور اور نہ توشہ نہ سواری
نیکی سے تو غافل ہے گناہوں میں ہے مشغول

ہے کوچ یہاں سے صفتِ بادِ بہاری
مشکل تو یہ ہے جائے سکونت بھی ہے ناری
کچھ کام نہ آویگی وہاں خویشی و یاری
کیا ہوگی انہیں کاموں سے مقصد کی برآری
ہر لہو و لعب بس ترا دن رات ہے معمول

غزل نمبر ۶

آیا ہے جو اس دہر میں تو دور سے چل کر
پوچھیں گے نکیرین سوال آنکھ بدل کر
پہلے ہی نہ سمجھا کہ چلے راہ سمجھکر
دے جلد جواب اس کا نہ اب لیت و لعل کر
کس منہ سے جواب اس کا بھلا اُن سے کہیگا

افعال زبوں چھوڑ دے اور نیک عمل کر
کیا اس لئے بھیجا تھا کہ وہاں جاکے خلل کر
پچھتاتا ہے کیوں اب کفِ افسوس تو مل کر
قبضے سے کہاں جائیگا تو اُنکے نکل کر
آرام سے کیا خاک تہِ خاک رہے گا

غزل نمبر ۷

اتنا تو بتا اے دلِ ناداں وہ کہاں ہیں
شہ زور کہاں اور وہ پہلوان کہاں ہیں
ذیجاہ جو تھے خلق میں سلطان وہ کہاں ہیں
وہ اہل دول صاحب ارمان وہ کہاں ہیں
سب شاہ و گدا خلق سے ناکام ہوئے ہیں

کھول آنکھ ذرا دیکھ سامان وہ کہاں ہیں
تھے شہرۂ آفاق حسیناں وہ کہاں ہیں
جو جو کہ تھے نام آور و ذیشاں وہ کہاں ہیں
سو دل سے جو دنیا کے تھے خواہاں وہ کہاں ہیں
ہر خرد و کلاں خاک میں گمنام ہوئے ہیں

غزل نمبر ۸

ہر روز نیا رنگ بدلتا ہے زمانہ — اور دام میں لوگوں کو پھنساتا ہے زمانہ
کیا حسن دکھا دل کو لبھاتا ہے زمانہ — اور عشق میں دیوانہ بناتا ہے زمانہ
پہلے تو بہت حرص دلاتا ہے زمانہ — پھر خوب مزا اُس کا چکھاتا ہے زمانہ
ہنستے ہوئے انساں کو رلاتا ہے زمانہ — ہر چیز سے آخر کو چھڑاتا ہے زمانہ
یوں گرچہ خوش اسلوب زمانہ ہے مگر ہیچ — ظاہر میں بہت خوب زمانہ ہے مگر ہیچ

غزل نمبر ۹

بیہوش جگاتا ہے تجھے مرغ سحر روز — چڑیوں کے بھی نالے ترے سر پہ ہیں ہر روز
کہتا ہے مؤذن بھی اذاں پچھلے پہر روز — بیدار تجھے کرنیکو بجتا ہے گجر روز
روتا ہے تیرے حال پہ ہر کوہ و شجر روز — کرتے ہیں تعجب سے نگہ شمس و قمر روز
مشغول گناہو میں ہے تو شام و سحر روز — رہتے ہیں پڑے شغل تیرے پیش نظر روز
عبرت کہ تیرے حال پر ایدل ہوئی عبرت — افسوس مگر تجھکو نہ حاصل ہوئی عبرت

غزل نمبر ۱۰

ہشیار ہو۔ وقت اپنا گنوانا نہیں اچھا — آقا کو بہت غصہ میں لانا نہیں اچھا
خود اپنے کو آفت میں پھنسانا نہیں اچھا — اور بار ندامت کا اُٹھانا نہیں اچھا
دل بحر معاصی میں ڈوبانا نہیں اچھا — گھر اپنا جہنم میں بنانا نہیں اچھا
داغ اپنی بھلائی میں لگانا نہیں اچھا — غیروں کو بھی اپنے پہ ہنسانا نہیں اچھا
باقی ہے ابھی وقت اگر ہوش میں آجائے — بگڑی ہوئی بنجائے جو دل جوش میں آجائے

غزل نمبر ۱۱

بینا نہ ہوا دیدۂ دانش کبھی تیرا — بدکام پہ کرتا ہے بھلائی کی تمنا
پابند ہمیشہ سے رہا حرص و ہوا کا — اِک روز بھی تو اپنے گناہوں پہ نہ رویا

غیر اب بھی سنبھل اور گناہوں سے باز آ
انسان بھی ہوئیگا نہیں پاس تجھے کیا
پیدا تو ہوا کام کو ناکام نہ ہو جا

دشمن ہے تیرا نفس عدو اس کا تو ہو جا
شرما ارے شرما ارے شرما ارے شرما
آیا ہے یہاں نام کو بدنام نہ ہو جا

غزل نمبر ۱۲

کر گذرا جو کرنے تھے تجھے فعل مکرر
ابتک تو رہا حکم سے سرکار کے باہر
دنیا کی طلب میں تو رہا کرتا ہے ششدر
جاتا ہے خوشامد کیلئے لوگوں کے در پر
دنیا کی محبت کو نہ چھوڑا کبھی تو نے

پر جی نہ بھرا تیرا یہ ہے بات عجب تر
آئی نہ خجالت تجھے کچھ اپنی بدی پر
گریاں کبھی اور گاہ سراسیمہ و مضطر
کیا عقل تھی تیری پڑیں اس عقل پہ پتھر
دل اسکی اطاعت میں نہ جوڑا کبھی تو نے

غزل نمبر ۱۳

سمجھا نہ کہ مالک کا مرے نام ہے قہار
رہتا ہے برے کام پہ آمادہ و تیار
ہے شامت اعمال میں تو اپنے گرفتار
ہر دم تو گنہ کر کے کیا کرتا ہے انکار
کج فہم کوئی تجھسا تو جاہل بھی نہ ہوگا

اس ڈر سے ہوئے تر نہ کبھی دیدۂ خونبار
سب عمر گرانمایہ ہوئی مفت میں بیکار
فعلوں سے نماں ہیں بد اطواری کے آثار
چونکے گا تو کب نیند سے دن رہ گئے دو چار
اسطرح کہ نامرد کوئی دل بھی نہ ہوگا

غزل نمبر ۱۴

بعضوں کی مروت ہے تو بعضوں کی حیا ہے
قربان کسی پر ہے کسی پر تو فدا ہے
خواہش میں کسی کی تو اک عالم میں پھرا ہے
دنیا کی طلب میں ترا کیا حال ہوا ہے

بعضوں کا تیرے دلمیں بہت خوف بھرا ہے
چاہت میں حسینوں کے عجب رنگ ترا ہے
مال اپنا کسی کیلئے اسراف کیا ہے
پر کام کسی سے نہ ترا کچھ بھی بنا ہے

دل تو نے لگایا ہے بہت غیر اللہ سے
دولت کے امیروں سے حسینوں سے لگن سے

غزل نمبر ١٥

کیا فائدہ غیروں کی ہوا مہر و وفا میں
کیا ملا گیا لوگوں کے تجھے خوف و رجا میں

کیا ہاتھ لگا تجھکو خوشامد و ریا میں
حاصل تجھے کیا ہو گیا کہہ حرص و ہوا میں

رکھنا تھا قدم تجھ کو رہِ صبر و رضا میں
پر تو نے سر عجز رکھا لوگوں کے پا میں

موجود ہر اک چیز ہے درگاہِ خدا میں
کیا درگہِ خالق تیری آئی نہ نگہ میں

تو اُسی طلب کر کہ جسے تیری طلب ہے
غیروں کی طلب میں تو پریشان ہے عجب ہے

غزل نمبر ١٦

کیا عقدہ کشا درگہِ سبحان نہیں ہے
کیا قاضی حاجات وہ سلطان نہیں ہے

کیا بندوں پہ فضل اُس کا ہر اک آن نہیں ہے
کیا عاصیوں پہ لطف فراوان نہیں ہے

دشمن پہ بھی کیا رحمت یزدان نہیں ہے
کیا اُسکی کریمی پہ بھی ایمان نہیں ہے

کس شخص پہ اُس شاہ کا احسان نہیں ہے
وہ کون ہے جو لطف سے حیران نہیں ہے

بخشش و عطا فضل و کرم کام ہے اُس کا
سب خلق پہ انعام و کرم عام ہے اس کا

غزل نمبر ١٧

الحق کہ عبادت کا سزاوار وہی ہے
مخدوم وہی خلق کا مختار وہی ہے

ہر ایک کا ہر وقت مددگار وہی ہے
فریاد رس بیکس و ناچار وہی ہے

رکھتا ہے نہاں عیبوں کو ستّار وہی ہے
اور عفو گنہ کرتا ہے غفّار وہی ہے

ہر ظاہر و باطن سے خبردار وہی ہے
ہر مشکل و سختی میں تیرا یار وہی ہے

سچ یہ ہے کہ اللہ ہر اک کام کو بس ہے
اور باقی جو کچھ ہے وہ محض خالی ہوس ہے

غزل نمبر ۱۸

مغرور عبث دلمیں ہے اس جاہ و حشم پر | سو جاں سے فدا کس لئے ہے دام و درم پر
نازاں نہ ہو تو قصر و مکاں طبل و علم پر | کچھ فوق تیرے گھر کو نہیں باغ ارم پر
خوش ہوتا ہے دنیا کے تو اس ناز و نعم پر | رہ جائیگا سب ٹھاٹھ پڑا ایک ہی دم پر
آغاز ترا گرچہ ہوا مسندِ جم پر | انجام ترا ہوگا مگر خاکِ الم پر
کچھ غیر کفن ساتھ نہ آئیگا جہاں سے | ہاں وہ بھی ملے یا نہ ملے تجھکو یہاں سے

غزل نمبر ۱۹

دو دن تو یہاں زحمت و تکلیف اٹھالے | جاں اپنی ہمیشہ کی مصیبت سے بچالے
جسطرح بنے بگڑی ہوئی اپنی بنالے | ہر طرح سے روٹھے ہوئے آقا کو منالے
دُنیا کی محبت کو ذرا دل سے ہٹالے | اور نقش دوئی صفحۂ خاطر سے مٹالے
امکاں میں جو ہو تیرے وہ دے اور دلادے | کر خرچ یہاں ایک وہاں لاکھ اٹھالے
دنیا کیلئے فکر تری کام نہ آوے | گر خرچ کرے لاکھ تو اک دام نہ آوے

غزل نمبر ۲۰

دن رات رہا کرتا ہے کیوں ہائے پریشاں | ہر عیش و عشرت کیلئے تیرے دلمیں ہیں ارماں
بیہودہ ہے خواہش تجھے ہر ساعت و ہر آں | ذرہ کیلئے چھانتا ہے خاک بیاباں
تو خلق سے ہے عزت و حرمت کا بھی خواہاں | کھو دیتا ہے دولت کیلئے دولتِ ایماں
دُنیا کے غم و فکر میں رہتا ہے تو حیراں | سمجھائے کہانتک تجھے کوئی ارے ناداں
رکھتا نہیں دنیا کیلئے دیں کی خبر بھی | دل ہو گیا اندھا تو ہوئی ساتھ نظر بھی

غزل نمبر ۲۱

الطافِ خداوند نے ابتک تجھے پالا
بخشی تجھے بے مانگے ہر اِک نعمتِ اعلےٰ
کس درجہ کرم کرتا ہے اللہ تعالےٰ
پر تو نے تو اپنے کو ہلاکت میں ہے ڈالا
تو نے نہ کبھی اپنی خرابی پہ نظر کی

اور فضل نے اُس کے تجھے ہر وقت سنبھالا
درگاہ سے اپنی کبھی محروم نہ ٹالا
تجھکو بھی یہ لازم ہے کہ تو شکر بجا لا
اور اپنے ہی ہاتھوں سے مُنہ اپنا کیا کالا
افسوس کہ سب عمر گناہوں میں بسر کی

غزل نمبر ۲۲

کچھ اپنا بھلا کر لے اے دشمنِ جانی
برباد نہ کر مفت میں تو اپنی جوانی۔
کچھ بھی نہ ملا خاک عبث خلق کی چھانی
فرمانِ پیمبر ہے یہ سُن میری زبانی
خالق کو گناہوں سے تو ناشاد نہ کر دے

سستا ابھی سودا ہے پھر آگے ہے گرانی
زندہ ہے اگر آج تو کل ہوگی کہانی
لازم ہے تجھے چشم سے اب خونفشانی
تو پہلے فنا ہونیکے پہلے سے ہو فانی
تھوڑی سی رہی عمر کو برباد نہ کر دے

غزل نمبر ۲۳

افسوس چونکا کبھی تو خوابِ گراں سے
کچھ بس نہ چلا ہائے ترا زالِ جہاں سے
بسمل جگر و دل ہوئے عصیاں کی سناں سے
عبرت بھی نہ آئی تجھے حالات زماں سے
عبرت تجھے آتی نہیں افعال پہ اپنے

کیا کیا نہ دیئے نفس نے تیرے تجھے جھانسے
ایماں ترا نچ نہ سکا حُسن بتاں سے
خطرہ ہیں تری جان ہے اس زخم نہاں سے
کچھ ذکر خدا کا نہ لیا کام زباں سے
کیوں پھوٹ کے روتا نہیں اعمال پہ اپنے

غزل نمبر ۲۴

تو اپنے گناہوں پہ ذرا غم نہیں کرتا
کچھ خوف خداوندِ دو عالم نہیں کرتا

اپنے دلِ مردہ پر تو ماتم نہیں کرتا
یاد اپنی اجل کو بھی تو اکدم نہیں کرتا

کیوں حق کی اطاعت کو مقدم نہیں کرتا
کیوں اپنے پیمبر کو تو خرم نہیں کرتا

کیوں چشم کو اپنی کبھی پُرنم نہیں کرتا
اور بار گنہا ہوں کا بھی کچھ کم نہیں کرتا

دُنیا کے سوا دین کی کچھ فکر نہیں ہے
ہے فکر بہت حق کا مگر ذکر نہیں ہے

غزل نمبر ۲۵

دُنیا کو جو سمجھا ہوا ہے اپنا تو مقصود
ناداں یہ خیالات تیرے محض ہیں بیہود

ہے زیست زمانہ میں ہر اک شخص کی محدود
سمجھا ہے جسے بود وہ آخر کو ہے نابود

شک اسمیں نہیں قولِ پیمبر بھی ہے موجود
دُنیا بھی ہے اور طالبِ دُنیا بھی ہے مردود

گر طالبِ حق ہے تو لگا لات اسے زود
معبود کو خوش کر کہ گر ہے خوش تجھے معبود

سب کام کو چھوڑ ہوش کی تو اپنی خبر لے
آسائش عقبیٰ ملے کچھ جس ہے وہ کر لے

غزل نمبر ۲۶

خالق کی اطاعت تجھے بیحد ہے گرانبار
فرمانِ محمد پہ عمل سخت ہے دشوار

ناصح کی نصیحت سے رہا کرتا ہے بیزار
کھوتا ہے یونہی عمر گرانمایہ کو بیکار

احکام شریعت سے کیا کرتا ہے تکرار
عالم سے ہے نفرت تجھے واعظ سے ہے تکرار

جو اُسکی عنائت ہے وہ ہر اک ہے اظہار
تو دل سے بھلا دے اُسے کب ہے یہ سزاوار

پھرتا نہیں دل تیرا ہی مار ہے تجھ پر
پھیرے نہ اگر اب بھی تو پھٹکار ہے تجھ پر

غزل نمبر ۲۷

کیا غلبۂ شہوت نے تجھے خوار کیا ہے
اور نفس نے تیرے تجھے ناچار کیا ہے

بیکاری نے پورا تجھے بیکار کیا ہے
رسوا سر ہر کوچہ و بازار کیا ہے

بن صورتِ حیوان جو تیار کیا ہے
اور روح کو عصیاں سے گرانبار کیا ہے

ہر جرم پہ تو نے بہت اصرار کیا ہے
یا ننگ کہ خداوند کو بیزار کیا ہے

اسلام کی کوئی بھی نشانی نہیں تجھ میں | کچھ اپنی حمیت کا بھی پانی نہیں تجھ میں

غزل نمبر ۲۸

اے نفس ذرا قہر خدا سے تو ڈرا کر
اے جسم گناہوں پہ نہ کر صبر ذرا کر
اے سر تو ذرا حق کی اطاعت میں جھکا کر
اے کان تو حق بات کو جلدی سے سنا کر
اے صدق نجات ابدی کی تو بھی دعا کر

ایدل تو سنبھل دیکھ نہ اب سست رہا کر
اے روح میرے حال پہ اب رحم کیا کر
اے آنکھ خداوند سے تو شرم و حیا کر
اے منہ تجھے لازم ہے کہ تو شکر خدا کر
اے رب تو رضا مند ہو عاجز کا بھلا کر

غزل نمبر ۲۹

عاشقوں میں ترے مشہور سراسر میں ہوں
ڈھونڈو بہتر جو زمانے میں تو بہتر ہیں آپ
کر دیا حسن کی دولت نے تیرے مجھکو غنی
حشر میں پیاس سے تڑپونگا تو بولینگے نبی

کوئی الفت میں تیرے رسوا تو مقرر میں ہوں
پوچھو بدتر جو خلائق میں تو بدتر میں ہوں
اس زمانہ میں اگر ہوں تو تونگر میں ہوں
صدق آ سیجا پہ تو آ۔ ساقیٔ کوثر میں ہوں

غزل نمبر ۳۰

دل میرا فکر جہاں سے کبھی یکسو نہوا
جوشش گریہ یہ بڑھا درد جدائی سے ترے
تیر و نشتر ہوئے ایجان ترے مژگاں ہوئے
سر وہ بے سود ہے جس سر میں نہیں تیرا خیال
شکر ہے فکر دو عالم سے رہائی بخشی

ہائے کمبخت میرا دل پہ کبھی قابو نہوا
بند اک پل بھی مری آنکھ کا آنسو نہوا
تیغ و خنجر ہوا پیارے ترا ابرو نہوا
دل وہ ناکام ہے جس دل میں کہ خود تو نہوا
پیچ قسمت کا خیال خم گیسو نہوا

باغ و بستاں سے کبھی جی نہ بھریگا اے صدق
سامنے آنکھوں کے جبتک کہ وہ گلرو نہوا

غزل نمبر ۳۱

عشق میں تیرے مصیبت سی مصیبت آئی — ہجر میں تیرے قیامت سی قیامت آئی
تیری اُلفت میں اگر جان نکلجائے مری — میں یہ سمجھوں مرے حصہ میں شہادت آئی
صورتیں رنج و مصیبت کی ہوئیں سب کافور — جب تصور میں مرے آپکی صورت آئی
نعت احمد میں جو اے صمد غزل تونے لکھی — منہ ترا چومنے اللہ کی رحمت آئی -

غزل نمبر ۳۲

غم قوم میں جو فنا ہو گیا — تو نام اس کا جگ میں بقا ہو گیا
کہی جس نے اچھی بُرا ہو گیا — نصیحت جو کی تو خفا ہو گیا
قیامت کے آنے میں کیا شک رہا — نگہ لڑ گئی سامنا ہو گیا
اُسے غیر کے در کی کیوں ہو تلاش — جو دل سے غلام آپکا ہو گیا
ہنسا جو جہاں میں فدا مثل گل — تو پھر وہ چمن سے جدا ہو گیا
پرائی روش پر نہ اترائیے — کہ اب تو زمانہ نیا ہو گیا
سلامت جو ایماں رہے گور تک — تو حاصل میرا مدعا ہو گیا
جو تھا فعل اے واعظو ناروا — تمہیں زر ملا تو روا ہو گیا
نہیں کوئی ہمدرد آتا نظر — غرض کا ہر اک آشنا ہو گیا
نہ عقبیٰ کا خوف اور دنیا کی شرم — مسلمانوں یہ تمکو کیا ہو گیا
نہیں ملتے پانی کی خاطر ذری — جو کھانیکو کچھ آسرا ہو گیا

غزل نمبر ۳۳

دل سے سبھی یک لحظہ میں احسان بھلائے — اور طاعت آقا کو نہ اکدم کبھی آئے
بستر پہ پڑا سویا کرے تکیہ لگائے — کھائے پئے دن رات سدا عیش منائے

بہتر ہے گدھا تجھ سے کہ وہ بوجھ اُٹھائے
اُلّو بھی کہ مالک کا وہ احسان منائے

عبرت دلِ ناداں نہ کسی چیز سے پائے
افسوس ہے ہم پر کہ ہمیں شرم نہ آئے

بدتر ہے بدی سے بھی ہر اک کام ہمارا
اب دیکھئے کیا ہوتا ہے انجام ہمارا

غزل نمبر ۳۴

صد حیف تیری غفلتِ خود کام پہ صد حیف
صد حیف تیری راحت و آرام پہ صد حیف

صد حیف تیری گردشِ ایام پہ صد حیف
صد حیف تیری صبح پہ اور شام پہ صد حیف

صد حیف تیرے کارِ بد انجام پہ صد حیف
صد حیف تیری اس خردِ خام پہ صد حیف

صد حیف یہ سستی بھرے اندام پہ صد حیف
صد حیف تیرے کھیل کے ہر کام پہ صد حیف

سمجھاتی رہی عقل ہمیشہ تجھے اے دل
غافل نہ ہو غافل نہ ہو غافل نہ ہو غافل

غزل نمبر ۳۵

اُٹھ کس لئے اس لہو و لعب میں تو پھنسا ہے
اُٹھ کس لئے اشغال زبوں پر تو فدا ہے

اُٹھ نفس کا کیوں تابع فرماں ہوا ہے
کیا دل میں تیرے کچھ بھی نہیں خوف خدا ہے

کیوں نشہ غفلت میں تو مدہوش پڑا ہے
اُٹھ اب بھی سنبھل جا کہ نہیں وقت گیا ہے

بیدار ہو اے دل یہ نہیں سونے کی جا ہے
اُٹھ غور تو کر بات یہ بیجا کہ بجا ہے

اُٹھ اُٹھ کہ ابھی بھی ہے غنیمت ترا اُٹھنا
پھر ہو گا نہیں تابہ قیامت ترا اُٹھنا

تعریف علم

علم میں تفسیر کے عالم ہوا کوئی بشر
اُسکو کہتے ہیں مفسّر اے عزیزِ خوش سیر

ہے محدّث جسکو ہو علم احادیثِ نبی
فقہ جو حاصل کرے وہ ہے فقیہہ معتبر

گر تصوّف میں ہوا کامل کوئی صوفی ہے وہ
ہے مناظر جسکو ہو بحث و دلائل پر نظر

ہے فصاحت اور بلاغت میں اگر صاحب کمال
ناثر و ناظم کو کہتے ہیں ادیبِ نامور

ہے ریاضی داں اگر سمجھے کوئی علم حساب — فلسفی ہے جس نے حکمت کو پڑھا ہو بیشتر

علم طب حاصل کیا جس نے اُسے کہنا طبیب — ہے مؤرخ بے شبہ تاریخ کو جانے اگر

علم گر تجوید کا حاصل کیا قاری ہوا — ہیں فوائد سے نہیں خالی یہ سب علم و ہنر

جو پڑھا جس علم کو اُس علم کا عالم ہوا — علم بہتر ہے جہالت سے سن اے عالی گہر

علم ہو جس خانداں میں خاندانی ہے وہی — بے شرافت علم کے دعوئ شرافت کا نہ کر

سب سے بہتر علم ہے علم عقائد اے عزیز — اس سے گر ناداں رہا ایماں کو پہنچیگا ضرر

علم پھر اخلاق کا اس کو نہ ہرگز چھوڑنا — آدمیت تجھ میں پیدا ہوگی سن اے بے خبر

صرفی و نحوی ہو کوئی یا کوئی ہو منطقی — عالم و دانا نہ سمجھو بلکہ ہے وہ خیرہ سر

فیض پہنچانیکی خاطر علم پڑھ اے ذی شعور — آپ کو عالم نہ منوا ہے بہت اس میں خطر

علم تھوڑا بھی ہے بہتر گر کرے اُس پر عمل — بے عمل عالم ہے دنیا میں درختِ بے ثمر

کہتی ہے نااہل دنیا عالم بے فیض کو — دی ہے قرآں میں مثال اُسکی مثال بار خر

عالم دیں سے بھلا کیونکر ہو دیں کو تقویت — علم ہم دنیا کی خاطر پڑھ رہے ہیں بیشتر

علم سے بے رغبتی ہے پست ہمت کو ضرور — علم دیں موقوف عربی پر سمجھتا ہے اگر

فارسی عربی و اردو ہیں زبانیں یاد رکھ — خواہ ہو کوئی بھی زباں پر علم تو حاصل ہی کر

نوحۂ قوم

وا دریغا تیری کیا ہو گئی حالت اے قوم — رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت اے قوم

اب تو للہ ذرا دور ہو غفلت اے قوم — بڑھ گئی اور بڑھی جاتی ہے وحشت اے قوم

تجھ کو ہوتی نہیں کچھ اب بھی خجالت اے قوم — کس طرف کھو گئی کیا ہو گئی غیرت اے قوم

متعجب تری پستی پہ ہے پستی واللہ — متاسف تری نکبت پہ ہے نکبت اے قوم

سنگ دل کون وہ ایسا ہے جسے رحم نہ آئے — کرتے ہیں تجھکو نصاریٰ بھی نصیحت اے قوم

تجھکو انسان بھی کہتے ہوئے شرم آتی ہے — کس طرح سے میں پکاروں تجھے امت اے قوم

دربدر تری رسوائی کے ڈنکے بج جائیں — کو بکو ہے تری بدنامی کی شہرت اے قوم

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو بس حد کر دی
دیکھ لی دیکھ لی سب آپکی ہمت اے قوم

ہاں پنپنے نہیں دیتا ہے حسد اور نفاق
اور اُبھرنے نہیں دیتی ہے جہالت اے قوم

دین احمدؐ کو تو بے دینی سے بٹہ نہ لگا
کام وہ کر کہ میسر ہو شفاعت اے قوم

اپنی بدنامی سے اسلام کو بدنام نہ کر
منہ دکھانا ہے تجھے روز قیامت اے قوم

کیا ہوا دین ترا کیا ہوا اسلام ترا
کیا رہی تیرے بزرگوں کی فضیلت اے قوم

علم کا تجھ میں پتہ ہے نہ ہنر کا ہے نشاں
دور ہے تجھ سے بہت صنعت و حرفت اے قوم

نہ زراعت نہ فصاحت نہ طبابت تجھ میں
نہ امارت نہ سیاحت نہ تجارت اے قوم

کر نہ تعلیم میں بچّوں کے تو سستی ہرگز
چھوڑ دے واسطے اللہ کے غفلت اے قوم

علم کو راہ نما اپنے لئے جانتے ہو
کیوں ہے نسواں کی تعلیم سے نفرت اے قوم

تجھ سے اسراف کی عادت نہ گئی پر نہ گئی
سب بنئے کرتے ہیں تری روز حجامت اے قوم

مضحکہ ہوتا ہے ہر روز چلن پر تیرے
مسخری کرتا ہے ہر مذہب و ملّت اے قوم

کوئی ہمسایہ سے ہمسایہ رضا مند نہیں
ہائے اس درجہ بڑھی تجھ میں خصومت اے قوم

حاکم وقت نے اجلاس کیا آکے وہاں [1]
اس سے ظاہر ہے کہ ہے تجھ سے محبت اے قوم

ابتدا چندہ کی جب لارڈ گورنر سے ہوئی
اس سے واضح ہے کہ چمکتی تری قسمت اے قوم

ہیں جو سر چارلس الیونٹ شفیق اشفق
انکے ملحوظ نظر ہے تری عظمت اے قوم

چیف جسٹس ہیں محب اور ہیں فلٹس صاحب
کرتے ہیں دل سے یہ سب تیری حمایت اے قوم

صدر محفل ہے جو نواب بہادر منگرول
ایسے ہی صدر کی تھی ہمکو ضرورت اے قوم

شکریہ کیجئے ادا شام و سحر ان کا بھی
کرتے ہیں جو تہ دل سے تری خدمت اے قوم

صدقی کی ہے یہ دعا شام و سحر لیل و نہار
دور اللہ کرے تیری ضلالت اے قوم

علم اور عالم

مبتلا ہے قوم اپنی جہل کے آزار میں
دم نہیں باقی نظر آتا ہے اس بیمار میں

علم ہی کی مانگ ہے دنیا کی ہر سرکار میں
علم ہی کی پوچھ ہے اللہ کے دربار میں

[1] یہ نظم ایک جلسہ کے موقعہ پر لکھی گئی تھی۔

کہتے ہیں سر پیٹ کر جاہل کہ ہم مجبور ہیں
مول لیتے عقل گر ملتی ہمیں بازار میں

مدرسوں سے اور کتبخانوں سے لو عقل و شعور
کیوں قدم رکھتے نہیں تم علم کے بازار میں

زور وہ ہے عالموں کے پنجہ تدبیر میں
توپ میں طاقت نظر آئی نہ یہ تلوار میں

ہے مسخر سارا عالم علم ہی کے زور سے
ہے کرشمہ علم ہی کا ریل میں اور تار میں

عالموں کے تابع فرماں ہے دیکھو برق و باد
علم رکھتا ہے قدم اللہ کے اسرار میں

علم ہی سے پاتے ہیں عہدے جلیل و محترم
عالموں کا ہے شمار ابرار میں اخیار میں

آنکھ کا اندھا تو ہو پر عقل کا اندھا نہ بن
ٹھوکریں کھاتا نہ پھر دنیا و دیں کے کار میں

عالموں کو تکیہ و مسند ملیں جائیں جدہر
ہم رہیں بدنام یوں اطوار میں کردار میں

عالموں کا یہ پتہ ہے جاہلوں کا وہ نشاں
ان کو دیکھو نور میں اور ان کو پاؤ نار میں

فرق کیا ہے عاقل و ناداں میں اسکی دو مثال
فرق جیسے آپنے پایا ہے گل میں خار میں

عاقل و دانا کا مسلک ہے ہمیشہ صلح کل
اور جاہل خوش ہیں ہردم جوتی و پیزار میں

ملک و مال و دین و دنیا عاقلوں کے ساتھ ہے
آب زر سے لکھدو یہ مصرع در و دیوار میں

علم کی دولت نہیں جس قوم میں مردود ہے وہ
پیچھے رہ جانا غضب ہے علم کی رفتار میں

یا الٰہی جلد بر لا مدعائے کنفرنس
اے خدا تو دے اثر اس صدؔ کی گفتار میں

حالت قوم

اے قوم تیرے غم نے مجھکو بہت گھلایا
کھاتا ہوں غم میں تیرا اور غم نے مجھکو کھایا

اے اتفاق تو نے کیوں ہم سے منہ پھرایا
اے پھوٹ تو نے اسدم کیوں ڈالا اپنا سایا

اے جہل تو نے اس جا کیسے قدم جمایا
اے علم تو نے بستر اس گھر سے کیوں اٹھایا

افلاس کی مصیبت چھائی ہوئی ہے گھر گھر
ہنستے ہیں تجھپہ دشمن رونا ہے مجھکو آیا

خانہ بدوش ہوتے تو آبرو نہ کھوتے
تم کو تو گھر میں رہکر رہنا نہ گھر میں آیا

دولت تمہارے گھر میں ٹھیری رہی تھی دم بھر
آتے ہی گھر میں زر کے گھر کا ہوا صفایا

کیا مفلسی کی ذلت کچھ ہے اے عزیزو
پر تم نے اپنے ہاتھوں افلاس کو بلایا

ذلت بڑھے نہ کیونکر عزت گھٹے نہ کیونکر
رسمیں جو ہیں تمہاری وہ ہیں فضول ساری
بے عقلیوں سے ظاہر ہوتا ہے اب یہ ہم کو
بھائی کا عیب بھائی کہتا پھرے خوشی سے
تم سے عزیز حیراں ہمسایہ تم سے نالاں
ساس اور بہو میں رنج بیوی میاں میں اَن بَن
ایسے چلن تمہارے نفرت ہے جنسے سبکو
اشغال ہیں جہاں میں اچھے ہزاروں لاکھوں
تم کو قسم خدا کی اتنا تو سچ بتا دو
جو دوست ہیں تمہارے سب ہیں اسطرح کے
گر کام کوئی اچھا اک بھائی سے ہوا تو
اک بھائی کے فضائل سُنکر نہ خوش ہوئے تم
سمجھا نہ ہم رزائل تو کیسے ہوویں قائل
کس کام کے ہیں واعظ کس کام کے ہیں شاعر
گجرات کے تو عالم لڑتے ہیں خوب ظالم
اب صفدر کو نہ دکھلا اس قوم کی تباہی

ذلت کو خود بڑھایا عزت کو خود گھٹایا
ایسی فضولیوں نے سر آپ کا منڈایا
شاید شعور و دانش سب تم نے بیچ کھایا
پھر اُس پہ چھلہ طرّہ کیا کیا نہیں لگایا
وہ خویش کونسا ہے جسکو نہیں ستایا
توبہ مرے خدایا توبہ مرے خدایا
ہر شخص تھوکتا ہے اپنا ہو یا پرایا
پر وقت تم نے اپنا سب عیب میں گنوایا
گنجیفہ کھیلنے سے تم میں ہنر کچھ آیا
خوش رکھ کے جنکو تم نے یہ رنج و دکھ اُٹھایا
اُکسایا تم نے اُسکو لوگوں کو ورغلایا
اپنا بھی دل جلایا اُسکا بھی دل دکھایا
افسوس عیب اپنا ہم کو نظر نہ آیا
اک نے بھی ہمکو رستہ اچھا نہیں سجھایا
اُستاد نے ہے اِنکے لڑنا نہیں سکھایا
یا خالق البرایا یا صاحب العطایا

ترانۂ قوم

قوم تیرے حال پر آنسو بہانا چاہیئے
آپ رونا چاہیئے تجھ کو رُلانا چاہیئے
سوگئے ہیں مولوی دنیا میں گر اسلام کے
خواب غفلت سے انہیں اسدم جگانا چاہیئے
پوجتے ہیں ندیوں کو اور کنوئیں کو مسلمیں
اِک فقط نامِ بزرگاں کا بہانا چاہیئے
ناچ گانا اور ڈھولک ماتم حسنین میں
اے یزیدو! توپ سے تم کو اُڑانا چاہیئے
نعل گھوڑے کا کسی کے آنگ میں آتا ہے کب
جاہلوں کا جوتیوں سے سر کھجانا چاہیئے

عقل کے اندھے ہیں جاہل سچ کہا قرآن نے
ایسے اندھوں کا جہنم میں ٹھکانا چاہیئے

مومنو تم پر کہیں ٹوٹے نہ اب قہر اله
ظلم کے ہاتھوں سے بیوہ کو چھڑانا چاہیئے

مانگو ولیوں سے مرادیں کس نے دی تم کو رضا
ہم کو یہ دینی کتابوں میں دکھانا چاہیئے

جو نصیحت کرتا ہے دشمن اُسی کے بنتے ہو
بوجہل کی خصلتیں سب تم میں آنا چاہیئے

دین داری دیکھ لی اے قوم تیری واہ وا
اس لئے پھر سے تمہیں کلمہ پڑھانا چاہیئے

رسمیں کرنے سے بہت تاراج تم ہونے لگے
مارسے بنیوں کی اب تمکو بچانا چاہیئے

ہوش پکڑو واسطے اللہ کے سمجھو ذرا
مرد بن کر کچھ تو اپنا بل دکھانا چاہیئے

عورتوں کا زور تم پر ہوگیا ہے اسقدر
چوڑیاں اے دوستو تم کو پہنانا چاہیئے

رسم بُرقع کی نہیں کرتے ہو جاری کس لئے
کیا کھلے منہ عورتیں باہر پھرانا چاہیئے

مرد ہوں جس قوم کے اوباش اور رسوا کمال
عورتوں کی فحش کا پھر کیا ٹھکانا چاہیئے

امر حق تم کو جتایا صدؔ نے جسطرح سے
عالموں کو بھی اسی صورت جتانا چاہیئے

خطاب بہ قوم

کدھر گم ہوگیا اے بھائیو وہ عشق ربّانی
مجھے بتلاؤ تو اب ہے کہاں وہ ذوق ایمانی

مسلمانوں اگر پیارا تمہیں دین محمدؐ ہے
تو کھولو مدرسے حاصل کرو تعلیم قرآنی

زمانے کو جگاؤ مثل سرسیّد کرو کوشش
بنو یوں مستعد جیسے کہ ہیں شبلی انعمانی

دکھاؤ جوش اسلامی بنو ہمدرد کے ہمدم
اسی دھن میں رہو ہر دم کہ ہو یہ ملک نورانی

کوئی دیں کی کرے خدمت کوئی دنیا کا ہو رہبر
کوئی ندوہ کا ہو حامی کوئی کالج کا ہو بانی

نہ اب غفلت کرو ہرگز اگر دعوائے ایماں ہے
وگرنہ کہدو ہمنے چھوڑ دی راہ مسلمانی

خدا کیواسطے اب رحم کھاؤ اپنے بچوں پر
بنو ابلیس کے دشمن مٹاؤ شرِ شیطانی

کدھر تم جارہے ہو سوئے ظلمت سوئے گمراہی
تمہاری کج روی پر ہے ہر اک عاقل کو حیرانی

تمہاری خوبیاں اور مٹ گئے فضل و ہنر سارے
کسی بھی قوم میں ایسی نظر آئی نہ ویرانی

تمہیں نفع و ضرر کا دھیان بھی اکدم نہیں آتا
تمہارے کام شیطانی تمہارے شغل لایعنی

تمہیں پروائے عزت ہے نہ خواہش ہے ترقی کی
ذلیل اسلام کو کرنا یہی بس دل میں ہے ٹھانی

حق و باطل کو تم پہچان ہی سکتے نہیں ہرگز
تمہاری عقل پر پردہ پڑا اور فہم پر پانی

تمیز دوست دشمن بھی نہیں حاصل تمہیں اب تک
تمہیں انساں کہیں کیونکر نہ ہو جب فہم انسانی

نہ اپنے شہر میں کچھ قوم کی خدمت تمہیں سوجھی
نہ اپنے گھر کی اور ہمسایہ کی کچھ بہتری ٹھانی

تمہیں کہدو کہ تم بے فیض ہو یا فیض کا چشمہ
تمہیں بتلاؤ کس کی دور کی تم نے پریشانی

نہ ہمدردوں سے الفت ہے نہ خود غرضوں سے نفرت ہے
بھلوں سے دور رہتے ہو بروں کے دوست ہو جانی

سدا رہتی ہے کوتہ فہم کو ناصح سے بدمزگی
بس اب رہنے بھی دو اے صدر تم اپنی غزلخوانی

پند صدر

نصیحت اگر تم سنو گے ہماری
تو ہو جائیں گی مشکلیں حل تمہاری

کرو قدر ایسی کتابوں کی یارو
کہ حاصل ہو اُن سے تمہیں ہوشیاری

لگاؤ دل اپنا کسی کام میں تم
گھٹی کھیل میں عمر اتنی تمہاری

بہت جلد ہو جاؤ کاموں سے فارغ
کہ ہے موت کو آپ کی انتظاری

سنو مشورہ صدر کا تم ہمیشہ
کہ یہ صدر ہے لائق دوستداری

دعاء صدر

صدر دیں اٹھا ہے حب دیں کی حمایت کیلئے
مال و جاں حاضر ہے یارب دیں کی خدمت کیلئے

حق کہونگا جو کہونگا میں نہ چوکوں گا کبھی
ساری دنیا آئے گر میری عداوت کیلئے

میں دکھادونگا جہاں کو جوش الفت کا تری
اے خدا حاضر ہے میرا سر شہادت کیلئے

ناصحوں کو گالیاں دیں لوگ کچھ پروا نہیں
کافی ہے دنیا کی ذلت دیں کی عزت کیلئے

حق نے فرمایا نہ لینا جھوٹ کہکر مال و زر
پر مرے جاتے ہیں واعظ مال و دولت کیلئے

حق خدمت میں نہیں کچھ جانتا مخلوق سے
کام سب کرتا ہوں بس تیری عنایت کیلئے

کامیابی کر عطا کوشش میں میری یا کریم
یہ صلہ کافی ہے میرے دل کی راحت کیلئے

تجکو میں چاہتا ہوں مجھے تو چاہئے تب بیڑا ہو پار
مجکو چن لے اے خدا تو اپنی چاہت کیلئے

صدر کو رکھ یا الٰہی دین پر ثابت قدم
آئے ہیں دنیا میں ہم تیری اطاعت کیلئے

Allama Iqbal Library
56668
مفید عام رسالے
از تصانیف فخر قوم مولٰنا نواب میر صدر الدین حسین خانصاحب مرحوم بڑودوی
اسلام کے عقائد اس میں عقاید اسلامیہ بطور سوال و جواب بڑی خوبی سے لکھے گئے ہیں قیمت ۲ر
اسلام کی خوبیاں اس میں اسلام کے ارکان خمسہ یعنی کلمہ نماز روزہ زکوٰۃ حج کی خوبیاں اور اُنکے فوائد عقلی و نقلی دلائل سے بیان کئے گئے ہیں جنکا دیکھنا ہر ایک مسلمان کیلئے نہایت ضروری ہے قیمت ۲ر
اسلام کی صداقت دنیا میں جتنے مذاہب ہیں اسلام ان میں سب سے سچا مذہب ہے بدلائل عقلی و نقلی اس کا پورا پورا ثبوت دیا گیا ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۲ر
اسلام کی تعلیم قرآنمجید کے ہر قسم کے احکام و تعلیم کا قابلدید لب لباب قیمت ۔ ۔ ۔ ۳ر
اسلامی حقوق اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا نہایت تفصیل سے بیان ہے کہ اسلام نے ایک دوسرے کے آپس میں کیا کیا حقوق رکھے ہیں دیکھنے کے قابل رسالہ ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۲ر
اسلام کا اتالیق اس میں ناجائز رسم و رواج کی مذمت اور انکی برائیوں کا مفصل ذکر ہے ۲ر
اسلام کے حسنات اس میں علوم دینیہ تفسیر حدیث فقہ تصوف وغیرہ کی کیفیات مفید طریق سے بیان کیگئی ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۲ر
اسلام کی ترقی اس میں اسلام اور اہل اسلام کی ترقی کے اسباب و تدابیر کا مفصل ذکر ہے ۲ر
اسلام کی حمایت اس میں پیشوایان قوم کے فرائض کا بیان اور ترقی قوم کی تدابیر درج ہیں ۲ر
اسلام کے نواہی جو باتیں اسلام میں منع آئی ہیں انکا تفصیل سے ذکر ہے قیمت ۲ر
قال اللہ اس میں جملہ احکام قرآنیہ کا لب لباب نہایت وضاحت سے عالمانہ طریق پر لکھا گیا ہے ۵
قال الرسول اس میں حدیث نبویہ کا لب لباب بڑی خوبی اور وضاحت سے لکھا گیا ہے ۴ر
قال الفقہا اس میں بہت سے ضروری مسائل کے متعلق فقہائے عظام اور علمائے کرام کے فتوے درج ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۲ر
پیر شریعت جو شخص پیر پکڑنا چاہے پہلے اس رسالہ کو پڑھ لے پیرو نکے متعلق نہایت ضروری معلومات اس میں درج ہیں قیمت ۲ر
خدا کی پہچان اس کتاب کا مطالعہ بھی مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہے چھوٹے بچوں کو تو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیئے ۳ر
ولی کی پہچان مضمون نام سے ظاہر ہے ۲ر
ملنے کا پتہ منیجر مسلمان کمپنی لاہور